COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

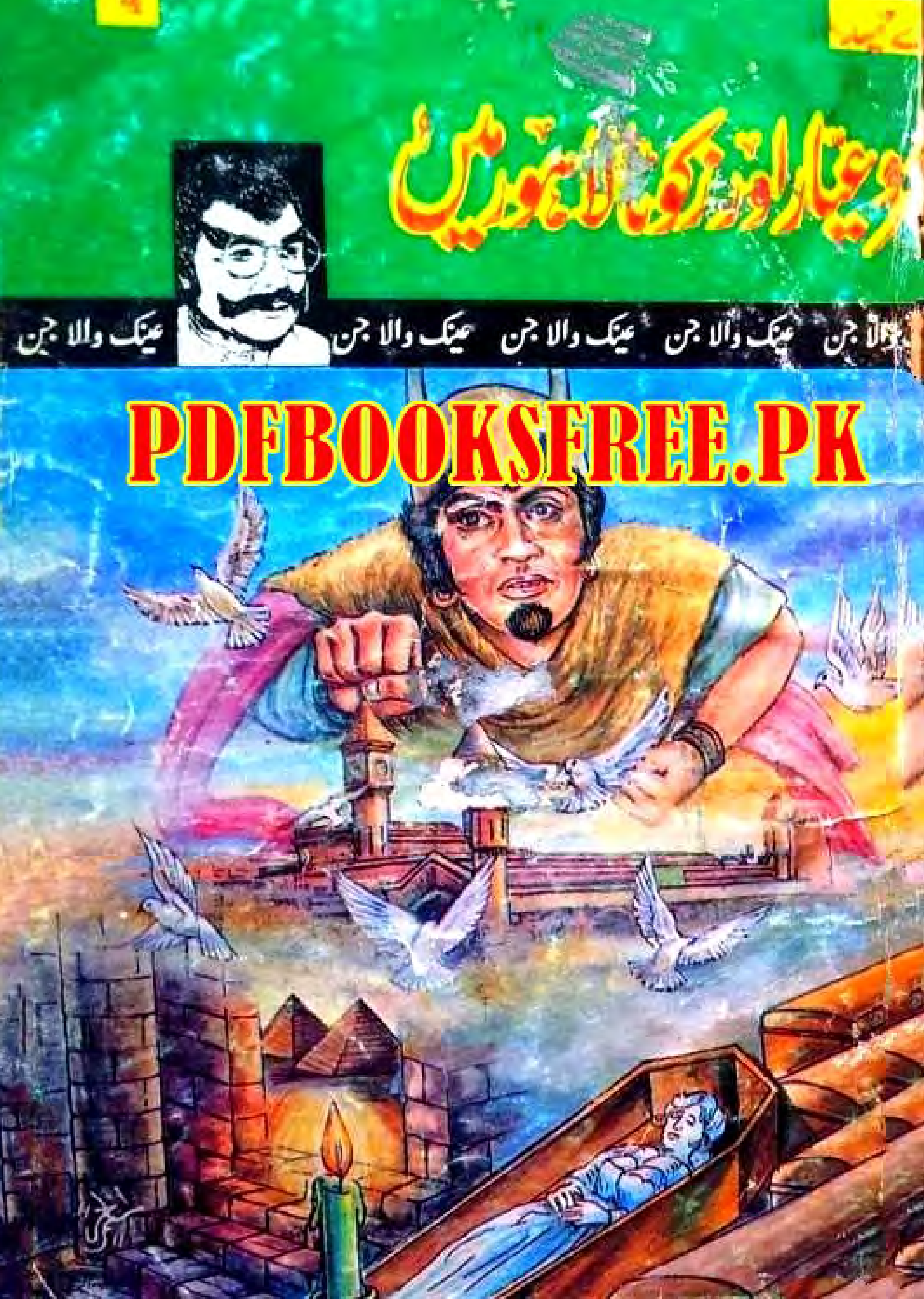

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

4 عینک والا جن

عمرو عیار اور زکوٹا لاہور میں

اے حمید

ترتیب پبلشرز

1- میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اہتمام اشاعت

منصور احمد بٹ
طاہر ایس ملک

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

پبلشر : شیخ زبیر عزیز
پرنٹر : عظیم علیم پرنٹرز، لاہور۔
سرورق : سلیم اختر
قیمت : -/15 روپے۔

ترتیب پبلشرز، 1- میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

- عمرو عیار اور زکوٹا لاہور میں
- آسیبی عورت کی آواز
- نسطور کی لاش خلائی سیارے میں
- پانچ بہنوں کی قبریں
- عمرو عیار اپنی زنبیل کی تلاش میں
- بوتل میں بند سانپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عمرو عیار اور زکوٹا لاہور میں

جل پری نے زکوٹا اور عمرو عیار کی طرف آنکھیں جھپکا کر دیکھا اور پوچھا۔ "کیا تم انسانوں کی دنیا سے آئے ہو؟"

"ہاں بہن! مگر ہم دونوں ایک نیک مقصد لے کر یہاں آئے تھے۔ سامری نے ہمارے ایک دوست نسطور کو قتل کر ڈالا ہے اور اس کا لاکٹ چرا لیا ہے۔"

جل پری نے کہا۔ "تو غور سے سنو! تم خوش قسمت ہو کہ طوفانی بگولے نے تمہیں سمندر میں پھینک دیا، نہیں تو تم اس وقت جل کر راکھ بن چکے ہوتے۔ سامری تمہاری تلاش میں ہے۔ سامری کے اژدہوں نے سارے سیارے پر طلسمی آگ کے شعلوں کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کے اژدہا سمندر میں بھی تمہیں ڈھونڈنے آجائیں گے۔"

عمرو عیار نے کہا۔ "جل پری بہن! تو ہماری اس وقت کیا مدد کر سکتی ہے؟" جل پری بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم لوگ اپنی انسانوں کی دنیا میں واپس چلے جاؤ۔"

زکوٹا بولا۔ "مگر یہاں ہمارا ایک دوست یاماگ بھی ہے اور ہماری ایک بہن کامئی ناگن اور نسطور کی لاش بھی اسی سیارے پر ہے۔"

جل پری نے کہا۔ "تمہارے دوست یاماگ کی مجھے خبر نہیں ہے مگر کامئی ناگن کے متعلق مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ وہ نسطور کی لاش لے کر اور اپنی جان بچاکر سامری کی دنیا سے نکل گئی ہے۔"

زکوٹا بولا۔ "ہمیں کسی طرح یاماگ کے پاس پہنچادو۔"

جل پری نے کہا۔ "سمندر کے باہر سامری نے ہر طرف آگ ہی آگ لگادی ہوئی ہے۔ یہ آگ سمندر میں بھی پہنچ جائے گی۔ ہم سمندری مخلوق پر اس طلسمی آگ کا اثر نہیں ہوگا مگر تم دونوں اس آگ میں جل جاؤ گے۔ اپنے دوست یاماگ کو اس کے حال پر چھوڑدو اور اپنی جان بچاؤ۔ تم زندہ رہے تو اپنے دوست کو بھی ڈھونڈ نکالو گے۔"

عمروعیار نے کہا۔ "مگر ہم یہاں سے کیسے نکل سکتے ہیں؟"

جل پری بولی۔ "میرے ساتھ آؤ۔"

جل پری عمروعیار اور زکوٹا کو لے کر غار کے اندر تیرنے لگی۔ زکوٹا اور عمرو اس کے پیچھے پیچھے تیر رہے تھے۔ اور سمندر کا پانی اوپر تک بھرا ہوا تھا' یہاں گہرا اندھیرا تھا' مگر وہ دونوں اس اندھیرے میں دیکھ سکتے تھے۔ جل پری ان کے آگے آگے تیرتی جارہی تھی۔ غار کافی لمبی تھی۔ غار کبھی ادھر گھوم جاتی' کبھی ادھر گھوم جاتی۔ آخر ایک جگہ پانی کم ہونا شروع ہوگیا۔

یہاں تک کہ پانی زکوٹا اور عمروعیار کی کمر تک آگیا۔ غار میں دور سے ایسی روشنی آرہی تھی جیسے باہر آگ لگی ہوئی ہو۔ جل پری دونوں کو لے کر غار سے باہر نکلی تو زکوٹا اور عمروعیار نے دیکھا کہ باہر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں جن میں ہر طرف طلسمی آگ کے شعلوں کی دیواریں کھڑی تھیں۔ زکوٹا بولا۔

"پیاری بہن! ہم اس آگ میں سے کیسے گزریں گے؟"

جل پری نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ میں تمہیں اپنے سر کے دو بال دوں گی۔ تم یہ بال اپنی سیدھی انگلی پر لپیٹ لینا اس کے اثر سے آگ تمہیں راستہ دے دے گی۔"

عمروعیار نے پوچھا۔

"مگر بہن! ہم آگ میں سے گزر کر کس جگہ پہنچیں گے؟"

جل پری نے کہا۔

"یہ تمہیں آگ میں سے نکلنے کے بعد خود بخود معلوم ہوجائے گا۔"

جل پری نے اپنے سر کے دو بال توڑ کر انہیں دیئے۔ ایک بال زکوٹا نے اور ایک بال عمروعیار نے اپنی اپنی سیدھی انگلی پر لپیٹ لیا۔ جونہی انہوں نے بال لپیٹے جل پری غائب ہوگئی۔

عمرو بولا۔

"مجھے تو یہ بھی سامری کی کوئی بدروح لگتی ہے۔ کہیں یہ اس کی کوئی چال نہ ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زکوٹا بولا۔ "اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اللہ کا نام لے کر آگ میں چل پڑو، خدا مددگار ہے۔ اس دوزخ میں سے کسی نہ کسی طرح ہمیں نکلنا ہی ہوگا۔"

آگ کی دیوار آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ زکوٹا آگے آگے تھا۔ اس نے بسم اللہ پڑھی اور آگ کی دیوار میں داخل ہوگیا۔ اس کے پیچھے عمرو عیار بھی بسم اللہ پڑھ کر آگ میں داخل ہوگیا۔ جل پری کی بات سچ نکلی تھی، جونہی وہ آگ کی دیوار میں داخل ہوئے آگ میں ایک چھوٹا سا رستہ بن گیا۔ زکوٹا اور عمرو عیار اس رستے پر چلنے لگے۔ ان کی دونوں جانب آگ کی دیوار تھی۔ شعلے بلند ہو رہے تھے مگر وہ ان سے محفوظ تھے۔ ان کو ذرا سی بھی گرمی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ عمرو عیار بولا۔

"زکوٹا بھائی! یہ جل پری کوئی نیک روح تھی۔"

زکوٹا نے کہا۔ "تم یونہی کسی پر برا گمان نہ کیا کرو۔ دنیا میں نیک روحیں بھی بہت ہیں جو دوسرے لوگوں کی مدد کے لئے آجاتی ہیں۔"

عمرو عیار کہنے لگا۔

"دیکھیں ہم کہاں جاکر نکلتے ہیں۔"

زکوٹا بولا۔ "جل پری نے کہا تھا کہ تم انسانوں کی دنیا میں کیوں نہیں چلے جاتے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہم انسانوں کی دنیا میں نہ نکل آئیں۔"

عمرو عیار نے کہا۔ "تو پھر یاماگ کی مدد ہم کیسے کریں گے؟ کامی ناگن بھی نسطور کی لاش کے ساتھ خدا جانے کہاں نکل گئی ہوگی۔"

زکوٹا چلتے چلتے بولا۔ "اب ہم مجبور ہیں۔ کچھ نہیں کرسکتے بس چلتے

چلو۔ جو میرے خدا کی مرضی وہی ہوگا۔"

آگ کے شعلے اسی طرح اوپر کو اٹھ رہے تھے، مگر ان دونوں سے دور دور تھے۔ اب ایسا ہوا کہ جس چھوٹے سے رستے پر وہ آگ کی دیواروں کے درمیان چل رہے تھے اس رستے پر ہلکے ہلکے دھوئیں کے بادل اٹھنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے دھوئیں کے بادل گہرے ہوگئے۔ زکوٹا اور عمرو دھوئیں کے بادلوں میں چلنے لگے، مگر انہیں دھواں کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ وہ بڑی آسانی سے سانس لے سکتے تھے۔ عمرو نے کہا۔

"یہ دھواں بھی مجھے کوئی طلسمی دھواں لگتا ہے۔"

زکوٹا بولا۔ خاموشی سے چلتے چلو۔"

"دھواں زیادہ کالا ہوگیا۔ پھر ان دونوں کو محسوس ہوا کہ ان کے پاؤں زمین سے بلند ہونے لگے ہیں۔ زکوٹا نے کہا۔

"عمرو! کیا تمہارے پاؤں بھی زمین سے بلند ہو رہے ہیں؟"

"ہاں" عمرو کی آواز آئی۔ "میں ہوا میں اوپر اٹھ گیا ہوں۔"

انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی دھوئیں کے بادل طوفانی بگولے کی طرح اوپر ہی اوپر بلند ہوتے چلے گئے۔ پھر یہ بادل نیچے گرنا شروع ہوگئے۔ عمرو عیار اور زکوٹا اس بادل کے بگولے میں جکڑے ہوئے تھے۔ بگولا ایک بہت بڑے سیاہ گولے کی طرح سامری کے تاریک سیارے کی فضا سے نکل کر نیچے ہی نیچے خلا میں گرتا جارہا تھا۔ اس کے بعد زکوٹا اور عمرو عیار کو کچھ ہوش نہ رہا۔ جب انہیں ہوش آیا تو وہ دونوں ایک جنگل میں پڑے تھے۔ زکوٹا نے اٹھ کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عمرو! یہ ہم کہاں آگئے ہیں؟"

عمرو بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ان کے آس پاس رات کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ کہیں کہیں درخت بھی تھے۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ عمرو بولا۔

"زکوٹا! لگتا ہے ہم انسانوں کی دنیا میں واپس آگئے ہیں۔"

"ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ چلو کسی بستی میں چل کر پتہ کرتے ہیں کہ یہ کون سا ملک ہے۔ کون سا شہر ہے۔"

یہ کہہ کر زکوٹا عمرو کو ساتھ لے کر چل پڑا۔ وہ درختوں میں سے باہر نکلے تو سامنے ایک پتلی سی کچی سڑک تھی۔ وہ سڑک پر آگئے۔ اندھیرے میں انہیں دور سے کسی موٹر گاڑی کی روشنی نظر آئی۔ روشنی ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عمرو بولا۔

"زکوٹا! یہ کوئی کار یا جیپ آرہی ہے۔ اسے روک کر معلوم کرتے ہیں کہ یہ کون سا شہر ہے۔"

زکوٹا سڑک کے درمیان کھڑا ہوگیا اور زور سے ہاتھ ہلانے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ سڑک کے درمیان کسی آدمی کو دیکھ کر گاڑی کا ڈرائیور گاڑی روک لے گا مگر ایسا نہ ہوا۔ گاڑی قریب آتی گئی' جب زکوٹا کو محسوس ہوا کہ گاڑی بہت قریب آگئی ہے تو اس نے بلند آواز میں کہا۔

"گاڑی روکو بھائی۔"

گاڑی کی رفتار تھوڑی کم ہوئی مگر ڈرائیور اسے ایک طرف سے نکال کر آگے لے گیا' جیسے ہی گاڑی زکوٹا کے قریب سے گزری اسے کسی لڑکی

کی آواز سنائی دی۔ وہ مدد کے لئے پکار رہی تھی۔

"خدا کے لئے مجھے بچاؤ۔"

زکوٹا نے عمرو سے کہا۔

"عمرو تم نے آواز سنی؟ لگتا ہے کسی لڑکی کو یہ لوگ اغوا کرکے لے جارہے ہیں۔ ہمیں مظلوم لڑکی کی مدد کرنی چاہئے نہ جانے وہ بے چاری کس کی بیٹی کس کی بہن ہوگی۔"

عمرو بولا۔ "ہاں یار۔ آواز میں نے بھی سنی تھی۔"

"چلو۔ چل کر معلوم کرتے ہیں کہ ماجرا کیا ہے۔"

دونوں اسی وقت ہوا میں بلند ہوکر گاڑی کے پیچھے اڑنے لگے۔ زکوٹا اور عمرو عیار کی رفتار کا مقابلہ موٹر گاڑی نہیں کرسکتی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ گاڑی کے اوپر پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک کھلی جیپ تھی جس میں چار ڈاکو بندوقیں لئے ایک نوجوان لڑکی کو دبوچ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑکی بے چاری رو رہی تھی اور رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو۔ میرے ڈیڈی میری امی روتے روتے مرجائیں گے۔ مجھے چھوڑ دو۔"

مگر ڈاکو لڑکی کو مارپیٹ بھی رہے تھے اور گالیاں بھی دے رہے تھے۔ ایک بڑی بڑی مونچھوں والا ڈاکو جو ان کا سردار تھا کہنے لگا۔

"اس کا منہ بند کرو۔"

اور ایک ڈاکو نے لڑکی کے منہ پر زبردستی ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ ابھی ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکوؤں میں سے کسی کو علم نہیں ہو سکا تھا کہ زکوٹا اور عمرو عیار ان کی جیپ کے اوپر ساتھ ساتھ اڑ رہے ہیں کیونکہ اوپر اندھیرا تھا۔ صرف سامنے سڑک پر گاڑی کی روشنی پڑ رہی تھی۔ یہ گاڑی ایک ویران جنگل میں سے گزر رہی تھی۔ زکوٹا نے اڑتے اڑتے اوپر سے گونج دار آواز میں کہا۔

"اس لڑکی کو چھوڑ دو۔"

ڈاکوؤں کے سردار نے ادھر ادھر دیکھا اور بولا۔

"یہ کون تھا اوئے؟"

اوپر سے زکوٹا نے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں کہ یہ کون تھا۔"

زکوٹا نے عمرو عیار کو اشارہ کیا۔ دونوں جیپ کے پیچھے آ گئے۔ عمرو عیار نے تیز رفتار جیپ کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ جیپ کی رفتار کم ہونے لگی۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا۔

"یہ کون لوگ ہیں اوئے۔ سپیڈ تیز کرو۔"

ڈرائیور نے سپیڈ تیز کی مگر جیپ کی رفتار کم سے کم ہوتی گئی۔ عمرو عیار نے جیپ کو ایک دم روک دیا۔ زکوٹا اور عمرو دونوں جیپ کے پاس آ گئے۔ جیپ کی بتیاں روشن تھیں۔ زکوٹا نے کافی دن ہوئے نسطور کے کہنے پر اپنے سر کے سینگ غائب کر دیئے ہوئے تھے کیونکہ نسطور نے اسے کہا تھا کہ سینگ دیکھ کر بچے ڈر جائیں گے' ڈاکوؤں نے دو آدمیوں کو سامنے دیکھا تو بندوقیں تان لیں۔ سردار نے کہا۔

"کون ہو تم۔؟"

زکوٹا نے بڑی نرمی اور اخلاق کے ساتھ کہا۔

"بھائی! اس لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم اسے اس کے ماں باپ کے پاس لے جائیں گے۔"

سردار نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہوتے ہو اوئے؟ تم اس کے مامے لگتے ہو؟"

زکوٹا نے کہا۔

"بھائی یہی سمجھ لو کہ ہم اس لڑکی کے ماموں جان ہیں۔ تم اسے اغوا کر کے لے جا رہے ہو۔ یہ بری بات ہے۔ کسی کی بیٹی کو اغوا نہیں کرنا چاہئے یہ گناہ ہے۔"

ڈاکوؤں کے سردار کو سخت غصہ آ گیا۔ اس کو کیا معلوم تھا کہ وہ کس کے ساتھ باتیں کر رہا ہے اور اس کے سامنے جو لوگ کھڑے ہیں ان کی طاقت کس قدر ہے۔ سردار نے زکوٹا پر بندوق کا فائر کر دیا۔ جیپ میں بیٹھی ہوئی لڑکی کی چیخ نکل گئی۔ زکوٹا نے لڑکی سے کہا۔

"بیٹی تو مت گھبرا۔ بندوق کے فائر سے مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ میں تجھے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا۔"

سردار نے دوسرا فائر کر دیا۔ دوسرے ڈاکوؤں نے بھی زکوٹا اور عمرو عیار پر بندوقوں کی فائرنگ شروع کر دی۔ بندوقوں میں بھرے ہوئے سارے کارتوس چل گئے۔ بندوقیں خالی ہو گئیں مگر زکوٹا اور عمرو عیار اپنی جگہوں پر بڑے اطمینان سے کھڑے رہے۔ ڈاکو کچھ گھبرا گئے۔ زکوٹا نے سردار سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تمہیں پتہ چل گیا ہو گا کہ ہم کون ہیں۔"
یہ بندوقیں اور لڑکی ہمارے حوالے کردو۔"

"سردار نے بندوق اٹھا کر اس کا دستہ زکوٹا کے سر پر دے مارا۔

عمرو بولا۔ "زکوٹا بھائی! یہ سیدھی طرح سے نہیں مانیں گے۔"

زکوٹا بولا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔ چلو ان سے ان کی زبان میں بات کرتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی زکوٹا نے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر نعرہ لگایا۔

"زبی نوف۔!"

سارے ڈاکو کانپ اٹھے۔ لڑکی بھی سہم گئی۔ اس کا پہلے ہی برا حال ہو رہا تھا۔ زکوٹا نے نعرہ لگاتے ہی ڈاکوؤں کے سردار کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اچھال دیا۔ ڈاکوؤں کا سردار کئی فٹ اوپر ہوا میں اچھلنے کے بعد زمین پر گرا، اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ وہیں مرگیا۔ دوسرے ڈاکو بھاگنے لگے تو عمرو عیار نے زنبیل میں سے اپنا جادو کا ڈنڈا نکالا۔ اس کو یہ کہہ کر ڈاکوؤں کے پیچھے پھینک دیا۔

"چل میرے ڈنڈے لال قلندر ان کو بنادے لال چقندر۔"

جادو کا ڈنڈا ہوا میں اڑتا ہوا ڈاکوؤں کے سروں پر آیا اور تڑاتڑ ان کے سروں پر برسنے لگا۔ ڈاکو ہائے ہائے کرتے وہیں بیٹھ گئے۔ جادو کا ڈنڈا انہیں اٹھنے نہیں دے رہا تھا۔ ان کے سروں پر زور زور سے برس رہا تھا۔ جب وہ ادموئے ہوگئے' تو عمرو نے ڈنڈے کو واپس بلاکر زنبیل میں ڈال دیا اور کہنے لگا۔

زکوٹا! لڑکی کو تسلی دو، بے چاری ڈر کر سہمی ہوئی ہے، وہ ہمیں کوئی جن بھوت سمجھ رہی ہے۔"

"زکوٹا نے لڑکی کے پاس جاکر اسے تسلی دی۔

"بیٹی گھبراؤ نہیں۔ ہم کوئی جن بھوت نہیں ہیں، ہم بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ ہم تمہارے ہمدرد ہیں اور تمہیں تمہارے گھر پہنچانے کے واسطے ہی یہاں آئے ہیں۔"

لڑکی ابھی تک ڈری ہوئی تھی۔ عمرو عیار نے بھی لڑکی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "ہمارے ساتھ آؤ ہم تمہیں تمہارے گھر پہنچادیتے ہیں۔ ہمیں بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے؟"

لڑکی کی عمر چودہ پندرہ سال کی تھی۔ کہنے لگی۔

"ہمارا گھر ساہیوال میں ہے۔"

عمرو عیار اور زکوٹا جب سے انسانوں کی دنیا میں آئے تھے وہ زیادہ تر لاہور میں رہے تھے۔ ساہیوال کا نام انہوں نے پہلی بار سنا تھا۔ زکوٹا نے پوچھا۔ "یہ شہر کہاں ہے؟"

لڑکی بولی۔

"پیچھے ہے۔ میں ٹیوشن پڑھنے جارہی تھی کہ ان غنڈوں نے مجھے اٹھا کر جیپ میں ڈال دیا۔"

لڑکی رونے لگی۔ زکوٹا اور عمرو عیار کو معلوم ہوا کہ وہ پاکستان میں ہی آگئے ہیں اور ساہیوال سے آگے لاہور شہر ہے جہاں عمران معطر اور اس کے ڈیڈی امی اور چارلی ماموں کا گھر ہے۔ زکوٹا نے عمرو سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ان غنڈوں کا کیا کرنا ہے؟"

زکوٹا بولا۔ "ان کا زہنی نوف کریں گے تاکہ یہ دوبارہ کسی لڑکی کو اغوا نہ کرسکیں۔"

اندھیرے میں زکوٹا ڈاکوؤں کے قریب گیا۔ ڈاکوؤں کا سردار تو گردن کا منکا ٹوٹ جانے کی وجہ سے مرچکا تھا۔ باقی ڈاکو تھوڑا تھوڑا زندہ تھے۔ زکوٹا نے ان تینوں ڈاکوؤں کو منتر پڑھ کر ایک درخت کی سب سے اونچی ٹہنی پر الٹا لٹکادیا اور واپس آکر عمرو سے کہا۔

"چلو اب لڑکی کو ساہیوال اس کے گھر پہنچاتے ہیں۔ غنڈوں کا میں نے صفایا کردیا ہے۔"

عمرو عیار نے ایک طرف ہوکر کہا۔

"یار زکوٹا! یہ جیپ کون چلائے گا؟"

زکوٹا بولا۔ "میں چلاؤں گا۔ ویسے ہم لڑکی کو ہوا میں اڑا کر بھی لے جاسکتے ہیں، مگر میں نہیں چاہتا کہ لڑکی پر یہ ظاہر ہوکہ ہم جن ہیں۔"

"کیا تم جیپ چلانا جانتے ہو؟"

زکوٹا ہنسا۔ "ارے عمرو بھائی! جیپ انجن کے زور سے نہیں میری طاقت کے زور سے چلے گی۔ آؤ بیٹھو جیپ میں" زکوٹا نے لڑکی کو اپنے ساتھ آگے بٹھالیا۔ عمرو پیچھے بیٹھ گیا۔ زکوٹا نے نیچے سے انجن کو پاؤں مارا۔ جیپ چل پڑی۔ زکوٹا نے یونہی سیٹرنگ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ اصل میں جیپ زکوٹا کے اشارے پر جدھر وہ چاہتا تھا ادھر ہی کو جارہی تھی۔ اس نے چلنے سے پہلے جیپ سے کہا تھا۔

"ارے جیپ! ہمیں ساہیوال لڑکی کے گھر لے کر چلنا ہے۔"

جیپ سڑک پر ساہیوال کی طرف روانہ ہوگئی۔ ساہیوال وہاں سے کافی دور تھا، جس وقت یہ لوگ ساہیوال شہر میں پہنچے تو اس وقت رات کافی گزر چکی تھی۔ لڑکی ساہیوال سے شام کے وقت اغوا کی گئی تھی۔ لڑکی اپنے گھر کا راستہ بتاتی جارہی تھی۔ ایک کوٹھی کے آگے پہنچ کر لڑکی نے کہا۔

"یہ ہمارا گھر ہے۔"

لڑکی امی امی، ڈیڈی ڈیڈی کی آوازیں دیتی کوٹھی کے اندر بھاگ گئی۔ وہاں شور مچ گیا۔ کوٹھی میں سے لڑکی کے ماں باپ اور بہن بھائی سارے باہر نکل آئے۔ لڑکی کو سب نے باری باری گلے لگاکر پیار کیا۔ اپنی بیٹی کو دیکھ کر اس کے ماں باپ خوشی سے نہال ہورہے تھے۔ چھوٹے بھائی بہن بھی بڑے خوش تھے۔

عمرو نے زکوٹا سے کہا۔

"زکوٹا! اب یہاں سے بھاگ چلو۔ نہیں تو یہ لوگ سمجھیں گے کہ ہم نے لڑکی کو اغوا کیا تھا۔"

اتنے میں لڑکی اپنے ڈیڈی ممی کو لے کر زکوٹا اور عمرو کے پاس آئی۔ اس نے کہا۔

"ممی! انہوں نے مجھے ڈاکوؤں سے بچایا ہے۔"

لڑکی کی امی اور ڈیڈی نے عمرو اور زکوٹا کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور زور لگاکر دونوں کو کوٹھی کے اندر لے گئے۔ موسم بہار کا زمانہ تھا۔ انہوں نے دونوں کے آگے کینو اور کیلے رکھے۔ ڈیڈی نے عمرو کی زنبیل پکڑ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔

"بھائی جان یہ تھیلا میز پر رکھ دیں۔ کھل کر بیٹھیں۔"

عمرو عیار نے جلدی سے زنبیل اپنی طرف کھینچ لی اور کہا۔

"بھائی جان! اس تھیلے کو ہاتھ نہ لگائیں۔"

لڑکی کے ڈیڈی نے مذاق سے ہنس کر پوچھا۔

"کیوں بھائی جان اس میں کوئی خاص چیز ہے؟"

عمرو عیار نے زنبیل کا منہ کھول کر کہا۔

"دیکھ لیں بھائی جان۔!"

لڑکی کے باپ نے زنبیل میں جھانک کر دیکھا اس کو زنبیل کے اندر پہاڑ' دریا' جنگل اور جنگلوں میں چلتے پھرتے جنگلی جانور نظر آئے تو وہ دھڑام سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عمرو عیار نے فوراً اسے سنبھالا اور لڑکی سے کہا۔

"بیٹی تمہارے ابو تمہارے آنے کی خوشی سے بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اچھا اب ہم چلتے ہیں۔"

عمرو عیار نے زکوٹا کو اشارہ کیا اور دونوں وہاں سے اٹھ کر باہر سڑک پر آ گئے۔ زکوٹا نے کہا۔

"عمرو کے بچے تو نے کیا کر دیا تھا؟"

عمرو بولا۔ "میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس شخص نے میری زنبیل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا۔"

"چلو اب یہاں سے لاہور چلو۔ میرا خیال ہے لاہور یہاں سے زیادہ

دور نہیں ہو گا۔"

وہ سڑک پر تھوڑی دور گئے تھے کہ آگے ساہیوال کا ریلوے سٹیشن آ گیا۔ سٹیشن پر آ کر انہوں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ لاہور گاڑی کب جائے گی۔ اس نے کہا۔

"صبح جائے گی۔"

عمرو کہنے لگا۔ "یار ہوا میں اڑ کر چلے جاتے ہیں اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتے۔ وہ آدمی جس سے زکوٹا نے پوچھا تھا کہ گاڑی لاہور کب جائے گی وہیں کھڑا تھا۔ ہنس کر بولا۔

"تم اگر کوئی جن بھوت ہو تو اڑ کر چلے جاؤ۔"

زکوٹا نے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس آدمی سے کہا۔

"بھائی جان ہم کوئی جن بھوت تو نہیں ہیں مگر آپ کہتے ہیں تو اڑ کر لاہور چلے جاتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی زکوٹا نے زور سے نعرہ لگایا۔

"زبی نوف!"

اور پھر عمرو اور زکوٹا دونوں سڑک پر سے بلند ہوئے اور ہوا میں اڑنے لگے۔ وہ آدمی تو ہکا بکا ہو کر ان دونوں کو' جن کی شکلیں انسانوں جیسی تھیں ہوا میں اڑتا دیکھ کر پہلے حیران ہوا پھر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور پھر چیخ مار کر اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ زکوٹا اور عمرو وہاں سے سیدھا عمران کے ڈیڈی ممی کے گھر پہنچ گئے۔ وہ لوگ عمرو عیار اور زکوٹا کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ امی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپ آدھی رات کو کہاں سے آگئے؟"

ڈیڈی نے پوچھا۔ "آپ لوگ کہاں چلے گئے تھے؟"

عمران نے پوچھا۔ "انکل نسطور کہاں ہیں؟"

زکوٹا کہنے لگا۔ "نسطور کوہ قاف میں ایک ضروری کام سے پیچھے رہ گیا ہے۔ ہم بھی وہاں گئے ہوئے تھے۔ اب یہاں آئے ہیں کچھ روز رہ کر پھر چلے جائیں گے۔"

زکوٹا اور عمرو عیار نے آپس میں طے کرلیا تھا کہ عمران کے گھر والوں کو اصل حالات بالکل نہیں بتائیں گے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جادوگر حامون اور بل بتوڑی چڑیل لاہور میں ہی ہیں اور اگر کسی طرح سے انہیں پتہ چل گیا کہ کاسی ناگن نسطور کی لاش لے کر کسی طرف غائب ہوگئی ہے اور یاماگ سانپ ابھی تک سامری کی دنیا میں ہے تو وہ ان کے خلاف کوئی خطرناک مہم چلاسکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ عمرو اور زکوٹا کچھ دیر عمران اور اس کے ڈیڈی ممی کے پاس بیٹھے رہے پھر نسطور والے کمرے میں آگئے۔ انہوں نے دروازہ بند کردیا۔ زکوٹا پلنگ پر لیٹ گیا۔ عمرو قالین پر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا۔

"تم بڑے مزے سے پلنگ پر لیٹ گئے ہو زکوٹا۔"

زکوٹا ہنس کر بولا۔

"ہاں بھائی! میں جن ہوں۔ تم عیار ہو۔ پلنگ پر سونے کا حق میرا ہے۔"

عمرو عیار بولا۔ "ٹھیک ہے۔ میں بھی پلنگ نکال لیتا ہوں۔"

عمرو نے زنبیل میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا عالی شان پلنگ زنبیل میں سے نکال کر کمرے میں بچھادیا۔ زکوٹا جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"خدا کے لئے اس شاہی پلنگ کو زنبیل میں ہی رہنے دو۔ تم میرے پلنگ پر آجاؤ۔ یہاں دوسرے پلنگ کی گنجائش نہیں ہے۔"

عمرو نے ہنستے ہوئے شاہی پلنگ کو واپس زنبیل میں ڈال دیا۔ کہنے لگا۔

"یار زکوٹا! تم یہاں کمرے میں آرام کرو میں بغداد شہر کے کسی پرانے شاہی محل میں جاکر آرام کرتا ہوں۔"

زکوٹا عمرو کو روکتا ہی رہ گیا، مگر عمرو زنبیل میں داخل ہوچکا تھا۔ عمرو کے زنبیل میں داخل ہوتے ہی زنبیل بھی غائب ہوگئی۔ عمرو اس وقت دو ہزار سال پرانے بغداد شہر کے بادشاہ کے محل کے ایک کمرے میں آگیا تھا جہاں فرش پر ایرانی قالین بچھے تھے۔ دیواروں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ کونے میں اطلس و کم خواب کے بستر والا پلنگ بچھا تھا جو بالکل خالی پڑا تھا۔ عمرو نے پلنگ پر چھلانگ لگائی اور بڑے مزے سے آنکھیں بند کرکے لیٹ گیا۔ عمرو عیار اس سے پہلے بھی کبھی کبھی سیر کرنے یا کسی بادشاہ کے محل میں آرام کرنے، اپنی زنبیل میں اتر کر، تاریخ کے پرانے زمانے میں پہنچ جایا کرتا تھا۔ جب سیر وغیرہ کرلیتا تو واپس زنبیل سے باہر آجاتا تھا۔ اس رات جب وہ لاہور میں عمران کے ڈیڈی کی کوٹھی میں نسطور والے کمرے میں زکوٹا سے باتیں کرنے کے بعد کسی شاہی محل میں رات بسر کرنے کا کہہ کر زنبیل میں اترا تو اس کا خیال تھا کہ وہ خلیفہ ہارون الرشید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے زمانے کے بغداد شہر میں ہے اور بادشاہ کے شاہی محل میں آگیا ہے، مگر یہ اس کی بھول تھی۔ غلطی سے وہ چار ہزار سال پرانے زمانے کے مصر میں فرعون اخناتون کے کاہن اعظم کے محل میں آگیا تھا۔ یہ عمرو عیار کو اس وقت پتہ چلا جب وہ غیبی حالت میں یعنی غائب ہو کر شاہی پلنگ پر آنکھیں بند کئے مزے سے لیٹا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک اونچا لمبا آدمی، جس کا سر منڈا ہوا تھا، جس نے لمبا فرغل پہن رکھا تھا اور ہاتھ میں چاندی کا عصا تھا اندر آیا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت لمبے بالوں والی کنیز تھی جس نے تھالی میں عطردان اٹھا رکھا تھا۔ کاہن اندر آتے ہی رک گیا۔ اس نے کنیز سے کہا۔

"تم جاؤ۔"

کنیز اسی وقت جھک کر تعظیم بجالاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

عمرو بھی پلنگ پر لیٹا آنکھیں کھولے کاہن کو دیکھ رہا تھا۔ عمرو بڑے مزے سے پلنگ پر ہی لیٹا رہا، چونکہ وہ غائب تھا۔ اس لئے اس کا خیال تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھا رہا۔ مگر کاہن اعظم نے اسے دیکھ لیا تھا۔ فرعون کے زمانے کے جو کاہن ہوا کرتے تھے انہیں طلسم اور جادو میں بڑا کمال حاصل ہوا کرتا تھا۔ کاہن بت خانوں کے مالک بھی ہوتے تھے اور فرعون کے وزیراعظم بھی ہوتے تھے۔ وہ طلسم بنانے میں بڑے ماہر ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ فرعون کے کاہن اعظم نے خواب گاہ میں داخل ہوتے ہی دیکھ لیا تھا کہ ایک دبلا پتلا چونچ ایسی ناک والا آدمی اس کے پلنگ پر آرام سے لیٹا ہوا ہے۔ اس نے پلنگ کے قریب آکر عمرو سے پوچھا۔

"تم کون ہو کہاں سے آئے ہو؟"

عمرو تو اچھل کر پلنگ کی دوسری طرف جا گرا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں آسکتا تھا کہ یہ شخص اسے دیکھ لے گا۔

○☆○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آسیبی عورت کی آواز

عمرو عیار حیران ہو کر کاہن کو دیکھ رہا تھا۔ عمرو کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اس شخص نے اسے غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہے۔ کاہن نے وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ مجھے اپنا دوست سمجھو۔"

عمرو عیار کو کاہن کے دوستانہ لہجے سے کچھ سکون حاصل ہوا۔ وہ پلنگ پر بیٹھ گیا۔ ایک بات سے عمرو بڑا پریشان تھا کہ اسے اوپر کسی جگہ بھی اپنی زنبیل کا منہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمرو عیار جب کبھی سیر کرنے یا آرام کرنے کے خیال سے اپنی زنبیل میں اترتا تھا تو اسے اپنے سر کے اوپر تھوڑی بلندی پر اپنی زنبیل کا کھلا ہوا منہ ضرور نظر آتا رہتا تھا۔ زنبیل اور اس کے کھلے ہوئے منہ کو سوائے عمرو عیار کے دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا، مگر فرعون مصر کے کاہن اعظم کی خواب گاہ میں آنے کے بعد اسے اپنے سر کے اوپر زنبیل کا کھلا ہوا منہ نظر نہیں آرہا تھا۔ یہاں آنے کے بعد دو ایسے واقعے ہو گئے تھے کہ جن کی وجہ سے عمرو دل ہی دل میں پریشان تھا۔

ایک تو یہ کہ کسی دوسرے آدمی نے عمرو کو غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا تھا اور دوسرا واقعہ یہ ہوا تھا کہ زنبیل کا کھلا ہوا منہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کاہن اعظم پلنگ کے پاس ایک سنہری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے چاندی کا عصا اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ منڈے ہوئے سر اور گہری تیز چمکیلی آنکھوں والا یہ شخص عمرو کو بڑا پراسرار جادوگر لگ رہا تھا۔ عمرو عیار نے کاہن سے پوچھا۔

"کیا تم جادوگر ہو؟ آج تک مجھے غیبی حالت میں کوئی نہیں دیکھ سکا۔ تم نے مجھے کیسے دیکھ لیا؟"

کاہن بولا۔ "میں تم سے بعد میں پوچھوں گا کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے آگئے۔ سب سے پہلے میں اپنے بارے میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تم کہاں آگئے ہو۔"

عمرو عیار نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

"مجھے جلدی بتاؤ۔"

کاہن بولا۔

"میں فرعون مصر کا وزیر اور کاہن اعظم ہوں، تم میرے محل کی خواب گاہ میں آگئے ہوئے ہو۔ یہ مصر کے فرعون اخناتون کا زمانہ ہے، اب مجھے تم بتاؤ دوست کہ تم کون ہو؟"

عمرو عیار نے چہرہ اوپر اٹھا کر دیکھا۔ اسے اپنی زنبیل ابھی تک نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ دل میں یہ سوچ کر پریشان ہونے لگا کہ اس کی زنبیل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہاں چلی گئی کیونکہ زنبیل کی مدد کے بغیر وہ واپس اپنے زمانے اور شہر لاہور میں اپنے دوست زکوٹا کے پاس نہیں جاسکتا تھا۔ عمرو کاہن کو اپنے بارے میں سچ سچ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس نے یونہی ایک فرضی کہانی سنادی۔

"کاہن اعظم! میرا نام عمرو ہے۔ میں جزیرہ کمپالی کا رہنے والا ہوں۔ ہمارے گھر میں افریقہ کا ایک جادوگر آیا کرتا ہے۔ اس نے مجھے غائب ہونے کا طلسم بتادیا۔ میں نے طلسم یاد کرلیا اور ایک دن دنیا کی سیر کرنے طلسم پڑھ کر غائب ہوا اور تمہارے محل میں نکل آیا۔"

کاہن اعظم ایک تجربہ کار ماہر جادوگر تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ عمرو جھوٹ بول رہا ہے مگر اس نے عمرو پر ظاہر نہ کیا کہ اسے عمرو کے بیان پر یقین نہیں آیا۔

"عمرو بھائی! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی اب تم میرے مہمان ہو۔ میرے محل میں آئے ہو تو میرے پاس کچھ دن ضرور رہو۔ میں تمہیں سارے شہر کی سیر کراؤں گا۔"

کاہن اعظم یونہی عمرو عیار سے محبت کا اظہار نہیں کررہا تھا۔ اس نے عمرو کے ذریعے اپنا ایک پراسرار کام نکلوانا تھا۔ وہ کام کیا تھا؟ یہ آپ کو آگے چل کر اپنے آپ معلوم ہوجائے گا۔ عمرو اگرچہ بڑا عیار تھا مگر پیار محبت کے معاملے میں وہ بھی بڑا بھولا تھا۔ ذرا کوئی پیار محبت کے دو لفظ بول دے بس عمرو آنکھیں بند کرکے اس کے پیچھے لگ جاتا۔ البتہ جادوگروں، چڑیلوں دشمنوں اور سازش کرنے والوں کے معاملے میں عمرو بڑا عیار اور خطرناک تھا۔ عمرو بڑا خوش ہوا۔

"کاہن اعظم! تمہاری دعوت مجھے منظور ہے۔ میں کچھ دن تمہارے محل میں ضرور رہوں گا؟"

ایک بار پھر عمرو عیار نے اپنے سر کے اوپر دیکھا۔ اسے زنبیل کا کھلا ہوا منہ اور زنبیل بالکل دکھائی نہ دی۔ اس نے دل میں کہا۔

"یااللہ اپنا فضل کرنا۔ اگر مجھے میری زنبیل نہ ملی تو میں تو قیامت تک فرعون کے زمانے سے واپس اپنے 1994ء کے زمانے کے پاکستان میں نہ جاسکوں گا۔"

کاہن اعظم نے بھی محسوس کیا تھا کہ عمرو کچھ دیر بعد اپنا منہ اوپر کرکے کچھ دیکھتا ہے۔ یا دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کاہن نے عمرو سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا کہ وہ اوپر کیا دیکھتا ہے۔ کاہن اعظم کرسی پر سے اٹھا۔ چاندی کا عصا ہاتھ میں سنبھالا اور بولا۔

"دوست عمرو! اب تم میرے پلنگ پر آرام کرو میں دوسرے کمرے میں سوؤں گا۔ بے فکر ہوکر سونا۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھنا۔ کل صبح تم سے ملاقات ہوگی۔ پھر شہر کی سیر کو چلیں گے۔"

یہ کہہ کر کاہن خواب گاہ میں سے نکل گیا۔ عمرو عیار نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کیا اور پلنگ پر آکر بیٹھ گیا۔ وہ سوچنے لگا اس کو اپنی زنبیل کیوں نظر نہیں آرہی؟ اس کی زنبیل کہاں غائب ہوگئی؟ ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔ اب کیوں ہوا ہے؟ یااللہ! میری مدد کرنا۔ عمرو نرم نرم ریشمی بستر پر چپ چاپ لیٹ گیا۔

اب ہم تین ہزار سال پرانے زمانے سے نکل کر اپنے زمانے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاہور شہر میں آتے ہیں۔ صبح زکوٹا سو کر اٹھا' تو اس کا خیال تھا کہ عمروعیار اپنی زنبیل سے نکل کر واپس آچکا ہوگا۔ مگر عمروعیار کمرے میں نہیں تھا۔ زکوٹا نے سوچا کہ تھوڑی دیر بعد آجائے گا۔ کسی شاہی محل میں شاندار پلنگ پر سونے گیا ہے' مزے سے گہری نیند سو رہا ہوگا۔ زکوٹا نیچے ڈرائنگ روم میں آیا تو معطر اور عمران کو اس کی امی سکول جانے کے لئے تیار کر رہی تھیں۔ ڈیڈی دفتر جانے کے لئے تیار ہو چکے تھے اور کہہ رہے تھے۔

"بیگم بچوں کو جلدی تیار کرو میرے دفتر کا وقت ہو رہا ہے۔"

بیگم نے پوچھا۔

"عمرو ابھی تک سو رہا ہے کیا؟"

زکوٹا نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہی سمجھ لیں کہ سو رہا ہے۔"

زکوٹا نے یہ نہ بتایا کہ وہ زنبیل کے اندر چلا گیا تھا اور بغداد کے کسی محل میں سو رہا ہے۔ عین اس وقت زکوٹا کے کانوں میں پھڑپھڑاہٹ کی آواز آئی۔ جیسے کوئی چمگادڑ ان کی کوٹھی کے اوپر سے ہو کر گزر گیا ہو۔ زکوٹا جلدی سے باہر آگیا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان خالی تھا' مگر زکوٹا کو کسی خبیث بدروح کی بو صاف محسوس ہو رہی تھی۔ زکوٹا فوراً سمجھ گیا کہ یہ یا تو بل بتوڑی چڑیل تھی یا جادوگر حامون تھا' جو اس کا سراغ لگانے وہاں سے گزرے ہوں گے۔

زکوٹا اب انسانوں کی دنیا میں تھا۔ اس کے پاس اپنی پوری طاقت تھی۔ سامچی کی کھوپڑی کا طلسم اس کے جسم سے سمندر میں بھیگنے کے بعد

غائب ہو چکا تھا' مگر زکوٹا کی اپنی طاقت اتنی تھی کہ وہ جادوگر حامون اور چڑیل بل بتوڑی کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ وہ چھوٹے سے باغیچے میں ہی کرسی پر بیٹھ گیا اور کامنی ناگن' یاماگ سانپ اور نسطور کی لاش کے بارے میں سوچنے لگا۔ خدا جانے یاماگ سانپ کس حال میں ہوگا۔ کامنی ناگن نسطور کی لاش کے ساتھ کہاں چلی گئی ہوگی۔ اب اسے عمروعیار کے بارے میں بھی کچھ کچھ فکر لگ گیا تھا کیونکہ دن کافی نکل آیا تھا اور عمروعیار ابھی تک نہیں آیا تھا۔ زکوٹا لاہور شہر میں تھا۔ عمروعیار ہمارے زمانے سے تین ہزار سال پیچھے فرعون مصر کے زمانے میں پہنچ کر کاہن اعظم کی خواب گاہ میں پہنچ گیا تھا اور اسے واپسی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی' کیونکہ اس کی زنبیل غائب تھی۔ کامنی ناگن نسطور کی لاش لے کر خلائی لڑکی ثرمین کے ساتھ ایک عجیب و غریب خلائی سیارے پر پہنچ چکی تھی۔ یہ ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ وہ خلائی سیارہ کس قسم کا تھا۔ ابھی ہم یاماگ سانپ کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہے۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یاماگ سانپ سامری کی دنیا میں چڑیلوں' بدروحوں اور اژدہوں سے اپنی جان بچا کر گڑ والے کنوئیں کی دیوار میں چھپا بیٹھا تھا۔ یاماگ سانپ ابھی تک وہیں چھپا ہوا تھا۔ سامری کی بدروحیں اور چڑیلیں کنوئیں سے باہر اوپر آسمان پر یاماگ سانپ کی تلاش میں اسی طرح پھڑپھڑاتی شور مچاتی اڑتی پھر رہی تھیں کیونکہ انہیں اسی علاقے سے یاماگ سانپ کی بو آرہی تھی۔ یہ یاماگ سانپ کی خوش قسمتی تھی کہ ان میں سے کسی بدروح یا چڑیل نے ابھی تک گڑ والے کنوئیں پر حملہ نہیں کیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب یاماگ کو وہاں چھپے ہوئے کافی دیر ہو گئی اور وہ خود بھی تنگ آگیا تو اس نے سوچا کہ ہمت کر کے کسی طرف نکل جانا چاہئے۔ آخر وہ کب تک وہاں پڑا رہے گا۔ اس کو عمرو عیار اور زکوٹا کا بھی خیال تھا کہ وہ لوگ خدا جانے اس کا کس قدر شدت سے انتظار کر رہے ہوں گے۔

یہ سوچ کر یاماگ سانپ رینگتا ہوا دیوار کے سوراخ میں سے نکل آیا۔ وہ کنوئیں کی دیوار پر اوپر کنوئیں کے منہ پر لگے ہوئے جنگلے کی طرف رینگتا ہوا چلا گیا۔ ابھی وہ جنگلے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ ایک بدروح نے اسے دیکھ لیا۔ وہ ایک بھیانک چیخ مار کر نیچے آئی۔ یاماگ نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ یاماگ کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے دیوار کو چھوڑ دیا اور نیچے کنوئیں میں چھلانگ لگادی۔ نیچے پانی میں گرا اور پانی پر تیرتا دیوار کے ساتھ لگے پتھروں پر چڑھ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ کنوئیں کے اوپر سے بدروحوں اور چڑیلوں کی چیخوں کی آوازیں برابر سنائی دے رہی تھیں۔

یاماگ سانپ بڑا پریشان ہوگیا۔ وہ عجیب مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ کنوئیں کے اندر اب اس سے ٹھہرا نہیں جاتا تھا۔ کنوئیں کے باہر اسے موت نظر آرہی تھی۔ وہ اسی کش مکش میں تھا کہ اسے ایسے لگا جیسے کوئی کنوئیں کے اندر گہرے گہرے سانس لے رہا ہے۔ آواز اسے اپنے بالکل قریب سنائی دے رہی تھی۔ یاماگ سانپ نے گردن چاروں طرف گھما کر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ گہرے سانس لینے کی آواز تھوڑی دیر کے لئے رک گئی۔ اس کے بعد پھر وہی آواز آنے لگی۔ یاماگ سانپ نے اپنا سانس روک لیا۔ آواز کسی انسان کی لگ رہی تھی۔ یاماگ سانپ نے انسانی

آواز میں ہمت کر کے پوچھا۔

"کون ہے؟"

کنوئیں میں کسی غیبی انسان کی آواز گونجی۔

"یاماگ! میں تمہیں بڑی دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کنوئیں میں جان بچا کر بیٹھے ہوئے ہو میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تم اس کنوئیں سے ساری زندگی باہر نہیں نکل سکو گے۔"

یاماگ سانپ نے پوچھا۔

"اے غیبی مخلوق! مجھے یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ بتا۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھلاؤں گا۔"

غیبی آواز نے جواب دیا۔

"اس کنوئیں سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، مگر اس میں تمہیں ایک بہت بڑا خطرہ مول لینا پڑے گا۔"

یاماگ سانپ نے کہا۔

"میں ہر قسم کا خطرہ مول لینے کو تیار ہوں، مگر کسی طرح مجھے اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔"

غیبی آواز نے کہا۔

"میں تمہیں ایک راستہ دکھاتا ہوں۔ اس پر چل کر تم کنوئیں کی مصیبت سے نجات حاصل کرلو گے لیکن یہ راستہ تمہیں آگے کہاں لے جائے گا۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے آگے جاکر تم اس سے بھی بڑی کسی مصیبت میں پھنس جاؤ۔ اس لئے اچھی طرح سوچ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمجھ لو۔"

"یاماگ سانپ بولا۔

"میں نے سوچ سمجھ لیا ہے دوست! تم مجھے وہ راستہ دکھاؤ۔ میں ہر حالت میں اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

غیبی آواز آئی۔

"بعد میں مجھے برا مت کہنا۔"

"ہرگز نہیں دوست۔ تم تو مجھے یہاں سے نکال رہے ہو۔ میں تمہیں برا بھلا کیوں کہوں گا؟ خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکلنے کا راستہ بتادو۔"

غیبی آواز نے کہا۔

"وہ راستہ تمہارے پاس ہی ہے جس پتھر پر تم بیٹھے ہو اس کو پیچھے ہٹاؤ۔ نیچے تمہیں ایک تنگ زینہ ملے گا۔ اس زینے سے اترجانا۔ اس کے بعد تم سامری کی بدروحوں اور چڑیلوں سے محفوظ ہوجاؤ گے۔ خدا حافظ!"

غیبی آواز بند ہوگئی۔ یاماگ سانپ جس پتھر پر بیٹھا تھا اس پر سے نیچے اتر آیا۔ اس نے پتھر کو ہٹایا تو بیچ میں ایک تنگ زینہ زمین کے اندر جاتا تھا۔ یاماگ سانپ رینگتا ہوا زینہ اترگیا۔ آگے ایک تنگ و تاریک غار تھا جس میں مکڑی کے جالے اوپر سے نیچے تک لٹک رہے تھے۔ یاماگ سانپ جالوں میں سے رینگتا چلا گیا۔ یہاں بڑا گہرا اندھیرا تھا۔ صرف یاماگ سانپ ہی دیکھ سکتا تھا۔ اس کو بھی غار کی دیواریں، جالے اور چھت دھندلی دھندلی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کسی اجاڑ بیابان علاقے میں جانکلے گا، جس کو غیبی آواز نے خطرناک علاقہ ظاہر کیا تھا۔ وہ دل میں ہنس

پڑا کہ غیبی آواز کو معلوم ہی نہیں کہ ہم کتنے خطروں میں سے گزر چکے ہیں، مگر جو خطرہ اب اس کے سامنے آنے والا تھا اس نے ایک بار یاماگ سانپ کے بھی رونگٹے کھڑے کردیئے۔

خدا خدا کرکے غار ختم ہوگیا۔ کچھ کچھ روشنی بھی آنے لگی۔ یاماگ سانپ دل میں بڑا خوش ہوا کہ وہ سامری کی بدروحوں سے بچ کر نکل آیا ہے۔ غار ایک جگہ ختم ہوگیا۔ یاماگ سانپ جلدی سے غار سے باہر نکل آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے اوپر آسمان ہے جس پر اس قسم کا غبار پھیلا ہوا جیسے آندھی آنے کے وقت ہوجاتا ہے، مگر ہوا بند تھی۔ آندھی بالکل نہیں آرہی تھی۔ فضا میں عجیب قسم کی بو پھیلی تھی۔ زمین بنجر اور پتھریلی تھی۔ جگہ جگہ سے پتھر اکھڑے ہوئے تھے۔ گردوغبار میں کچھ فاصلے پر یاماگ کو ایک مینار سا نظر آیا۔ وہ اس کی طرف چلا۔ فضا بالکل خاموش تھی۔ کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ کوئی پرندہ بھی اڑتا نظر نہیں آتا تھا۔

اچانک یاماگ سانپ کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اسے کسی عورت کی ہنسی کی آواز سنائی دی تھی، جیسے کوئی عورت ہنستی ہوئی اس کے قریب سے گزرگئی تھی۔ یاماگ سانپ ایک لمحے کے لئے رک گیا۔ سوچنے لگا یہ آواز کیسی تھی؟ کوئی عورت بھی نظر نہیں آرہی۔ اس نے سوچا کہ یہ میرا وہم ہے وہ آگے مینار کی طرف رینگنے لگا۔ جب مینار کے قریب پہنچا تو اسی عورت کی ہنسی کی آواز پھر سنائی دی۔ اس دفعہ ہنسی کی آواز اس کے اوپر سے ہوکر گزرگئی تھی۔ یاماگ نے اپنے اوپر کسی قسم کا ڈر خوف طاری نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہونے دیا۔ وہ مینار کے پاس رک گیا۔ یہ مینار ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے پر بنا تھا اور کالے اور بھورے پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ وہاں کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کوئی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ صرف کسی عورت کی پراسرار ہنسی کی غیبی آواز ہی تھی جو دو بار یاماگ کے قریب سے ہو کر گزر گئی تھی۔

یاماگ پہاڑی ٹیلے پر چڑھ گیا۔ اس نے مینار کے اردگرد چکر لگایا۔ وہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ کونسی جگہ ہے اور مینار کے اندر کیا ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال بھی تھا کہ ہو سکتا ہے کسی ذریعے سے عمروعیار اور زکوٹا اس کو تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچ گئے ہوں اور مینار کے اندر موجود ہوں۔ وہ حیران تھا کہ مینار کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں بنایا گیا تھا۔ کہیں کسی جگہ کوئی سوراخ بھی نہیں تھا۔ یاماگ سانپ مینار کے گرد دوسرا چکر لگا رہا تھا کہ وہی عورت کی پراسرار ہنسی کی آواز پھر اس کے قریب سے ہو کر گزر گئی۔ اس کے ساتھ ہی مینار کی دیوار میں سے ایک پتھر آہستہ آہستہ باہر کی طرف آنے لگا، جیسے یاماگ سانپ کو اندر جانے کے لئے راستہ دکھا رہا ہو۔ یاماگ اپنی جگہ پر کنڈلی مارے پتھر کو دیکھتا رہا۔ پتھر آہستہ آہستہ باہر آ کر اپنے آپ ہی رک گیا۔ ضرور یہ کوئی طلسمی مینار ہے۔ یاماگ نے سوچا مگر وہ یہ ضرور معلوم کرنا چاہتا تھا کہ مینار کے اندر کہیں اس کے دوست زکوٹا اور عمروعیار تو کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے نہیں ہیں۔ یاماگ سانپ اس جگہ آ گیا جہاں مینار میں پتھر باہر نکلا ہوا تھا۔ یاماگ نے اپنی سانپ والی گردن سوراخ میں ڈال کر دیکھا۔ دوسری طرف سوائے اندھیرے کے اور

کچھ نہیں تھا۔

وہ گردن باہر نکالنے ہی لگا تھا کہ جیسے کسی نے اس کو گردن سے پکڑ کر زور سے مینار کے اندر پھینک دیا۔ یاماگ سانپ اندر پتھروں پر جا کر گرا۔ اس نے بھڑ بھڑا کر پھنکار ماری اور چاہا کہ دیوار کے سوراخ میں سے باہر بھاگ جائے، کیونکہ اس کو پتہ چل گیا تھا کہ یہاں کوئی آسیب رہتا ہے، مگر ایک دم سے اکھڑا ہوا پتھر اپنی جگہ پر آ کر لگ گیا اور باہر جانے کا جو ایک ہی راستہ تھا وہ بھی بند ہو گیا۔ تب یاماگ سانپ کو خیال آیا کہ غیبی آواز نے ٹھیک خبردار کیا تھا کہ آگے جا کر وہ کنوئیں والی مصیبت سے بھی زیادہ خطرناک مصیبت میں گرفتار ہو سکتا ہے، مگر اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ جو مصیبت بھی سامنے آئے وہ اس کا بہادری سے مردوں کی طرح مقابلہ کرے۔ یاماگ سانپ ابھی یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کسی عورت کی آواز آئی۔

"یاماگ! میری طرف آؤ۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

یاماگ کو بدروح کی بو آ جاتی تھی۔ اسے مینار کی فضا میں کسی بدروح کی بو محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ آخر یہ پراسرار غیبی عورت کون ہو سکتی ہے جو اس کو بڑے دوستانہ انداز میں بلا رہی ہے۔ ضرور یہ اس کی کوئی ہمدرد ہو گی۔

یاماگ سانپ نے انسانی آواز میں کہا۔

"تم کون ہو؟"

"میں تمہاری دوست ہوں۔ یاماگ! میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں۔ میرے پاس آؤ میں تمہیں اپنا کمرہ دکھاتی ہوں۔ میں نے تمہارے لئے اپنے کمرے کو بڑا سجایا ہوا ہے۔"

یاماگ سانپ سمجھ گیا کہ یہ کوئی آسیبی مخلوق ہے' مگر یاماگ کے پاس بھی غیبی طاقت تھی۔ وہ جس وقت چاہے غائب ہو سکتا تھا۔ اس وقت اسے کسی ایسے ہی انسان کی ضرورت تھی جو اسے زکوٹا اور عمروعیار کے پاس پہنچا سکے۔ یاماگ نے یونہی غیبی عورت سے پوچھ لیا۔

"کیا تم میرے دوستوں زکوٹا اور عمروعیار کو جانتی ہو؟ وہ ادھر تو نہیں آئے؟"

پراسرار غیبی عورت ہنس کر بولی۔

"میں تمہیں تمہارے دوستوں سے بھی ملاؤں گی۔ مجھے پتہ ہے زکوٹا اور عمروعیار کس جگہ پر ہیں آؤ میرے ساتھ۔"

یاماگ نے کہا۔ "مگر تم غائب کیوں ہو؟ تم نظر کیوں نہیں آتی؟ کیا تم کوئی آسیب ہو؟"

غیبی عورت کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"یاماگ! آسیبی مخلوق تم ہو۔ میں نہیں ہوں میں تو ایک نیک روح ہوں جو ہزاروں سال سے تم سے ملنے کی آرزو لے کر بھٹک رہی تھی۔ اب تم مل گئے ہو تو مجھے سکون آگیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں زکوٹا اور عمروعیار کو بھی یہاں بلوا لوں گی۔"

یہ سن کر یاماگ سانپ کی تسلی ہوگئی۔ یہ عورت کوئی نیک روح ہی ہو سکتی تھی' کیونکہ یاماگ کو بدروحوں والی بو بالکل نہیں آرہی تھی۔ یاماگ

نے کہا۔

"تم کس طرف ہو؟ مینار میں تو اندھیرا ہے۔ کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔"

عورت کی آواز آئی۔

"میں دروازہ کھولتی ہوں۔"

یاماگ سانپ نے دیکھا کہ مینار کے اندر اچانک ایک دروازہ کھل گیا جس میں سے نیلی روشنی باہر آنے لگی۔ اسے پھولوں کی خوشبو بھی آئی۔ عورت نے کہا۔

"اندر آجاؤ۔ میں تمہیں اپنا کمرہ دکھاتی ہوں۔"

یاماگ دروازے میں سے گزر کر ایک کمرے میں آگیا جس کی نیلی دیواروں میں سے روشنی نکل رہی تھی۔ فرش سنگ مرمر کا تھا۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا تھا جس کے آگے چار آرام دہ نرم نرم گدوں والی کرسیاں رکھی تھیں۔ پہلے دیوار کے ساتھ چھوٹی میز تھی جس پر نیلے رنگ کے گلدان میں کنول پھول جتنے نیلے رنگ کے بڑے بڑے پھول لگے تھے۔ ان پھولوں میں سے بڑی طلسمی خوشبو آرہی تھی۔

○☆○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نسطور کی لاش خلائی سیارے میں

یاماگ سانپ نے پراسرار غیبی عورت سے کہا۔

"میرے دوست زکوٹا اور عمرو عیار کہاں ہیں؟ ان کو بلاؤ۔"

غیبی عورت کی آواز آئی۔

"ابھی بلاتی ہوں۔ تم اس چبوترے پر آکر بیٹھ جاؤ کیونکہ تم یہاں بیٹھو گے تو وہ اس کمرے میں آئیں گے۔"

یاماگ سانپ غیبی عورت کی باتوں میں آگیا۔ وہ کرسی پر سے اٹھ کر سنگ مرمر کے چبوترے پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی وہ چبوترے پر بیٹھا اس کے جسم میں ایک ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کا جسم بے حس ہوگیا ہے۔ یاماگ نے اپنے آپ کو جھٹک کر نیچے اتارنے کی کوشش کی مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اس کا سانپ کا جسم پتھر جیسا ہوگیا تھا۔ اس نے انسانی آواز میں کہا۔

"کیا تم نے مجھ پر کوئی جادو کیا ہے؟"

غیبی عورت ایک قہقہہ لگاتی ہوئی ایک دم ظاہر ہو کر سامنے آگئی۔

یاماگ کا دماغ اور آنکھیں پتھر نہیں ہوئی تھیں۔ وہ سوچ بھی سکتا تھا اور دیکھ بھی سکتا تھا۔ صرف اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرسکتا تھا۔ یاماگ نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک ایسی عورت کھڑی ہے جس کے سیاہ بال نیچے اس کی ایڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بلی ایسی ہیں۔ ناک کمان کی طرح ٹیڑھی ہو کر، اس کی اوپر کو اٹھی ہوئی ٹھوڑی کو چھو رہی ہے۔ منہ میں سے دو دانت باہر کو نکلے ہوئے ہیں۔ اس کا لباس کسی جانور کی کھال کا بنا ہوا ہے اور سر کے اوپر سانپ کا پھن لگا ہوا ہے۔ یاماگ سانپ سمجھ گیا کہ یہ کوئی چڑیل عورت ہے یا پھر جادوگرنی ہے اور اس نے دغا کر کے اسے اپنے کسی خاص مقصد کے لئے پھنسا لیا ہے۔ اب خدا جانے وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ یاماگ سانپ نے اپنی خفیہ طاقت سے کام لینے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوا۔ اس نے پھنکار مار کر غائب ہونے کی کوشش کی مگر اس کا منہ بھی پتھر بن گیا ہوا تھا۔ اس کی زبان بھی پتھر بن چکی تھی۔ وہ نہ بول سکتا تھا نہ زبان ہلا سکتا تھا۔ نہ پھنکار مار سکتا تھا۔ بس چبوترے پر پتھر بن کر بیٹھا۔ اس جادوگرنی عورت کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کنوئیں والی غیبی آواز نے ٹھیک کہا تھا کہ یاماگ اب بھی سوچ سمجھ لو، کیونکہ تم آگے جا کر اس سے بھی زیادہ بھیانک مصیبت میں گرفتار ہوسکتے ہو، اور یاماگ کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھا۔

اتنے میں جادوگرنی عورت یاماگ کے قریب آگئی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور نہ جانے کس زبان میں کوئی منتر پڑھنے لگی۔ یاماگ بے بسی کی حالت میں اسے تک رہا تھا۔ جادوگرنی جیسے جیسے منتر پڑھتی جاتی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے میں بادل جمع ہوتے جا رہے تھے۔ پھر سارا کمرہ بادلوں سے بھر گیا۔ جادوگرنی کے منتروں کی آواز تیز ہوتی گئی۔ بادلوں میں بجلیاں کڑکنے لگیں۔ زور زور سے بادل گرجنے لگے۔ بجلی چمکنے لگی۔ جادوگرنی کی سرخ آنکھیں چنگاریاں اڑا رہی تھیں۔ منہ سے اونچا بول بول کر جھاگ نکلنے لگی تھی۔

جادوگرنی نے منتر ختم کر کے دونوں بازو ہوا میں لہرا کر زور سے چیخ ماری اور بادلوں میں سے ایک بجلی نکل کر یاماگ پر گری اور یاماگ کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ بادلوں کے گرجنے کی اور بجلیوں کے کڑکنے کی آوازیں دھیمی پڑنے لگیں۔ پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ بادل بھی غائب ہو گئے۔ یاماگ کی آنکھیں ٹھیک تھیں۔ وہ سوچ سکتا تھا اور دیکھ بھی سکتا تھا۔ اس نے اپنے جسم پر نگاہ ڈالی تو دہشت کے مارے اس کا دماغ سن ہو گیا۔

یاماگ کا دھڑ انسان کا بن گیا تھا اور سر سانپ ہی کا تھا۔ سانپ کا سر بھی انسانی جسم کے بڑا ہونے کے ساتھ بڑا ہو کر کسی اژدہا کا سر بن چکا تھا۔

یاماگ سانپ کا دل خوف کے مارے ڈوبنے لگا۔ اس نے آج تک اپنے آپ کو اس حلیے میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ یا تو سانپ ہوتا تھا اور یا انسان ہوتا تھا۔ کبھی آدھا انسان اور آدھا سانپ نہیں بنا تھا۔ جادوگرنی عورت کمرے میں نہیں تھی۔ یاماگ نے بولنا چاہا مگر اس کی زبان نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ وہ ابھی تک پتھر کا تھا، مگر وہ اپنے ڈیلے آنکھوں میں گھما پھرا سکتا تھا۔ وہ بار بار ڈیلے گھما کر اپنے نچلے انسانی دھڑ کو دیکھتا۔ یہ اس کا اپنا ہی دھڑ تھا۔ یاماگ اب سخت پچھتا رہا تھا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ وہ

کنوئیں کے اندر ہی چھپا رہتا یا پھر کنوئیں سے باہر نکل کر سامری کی بدروحوں اور چڑیلوں سے مقابلہ کرتا، خواہ اس میں مارا ہی کیوں نہ جاتا۔ اب تو وہ نہ زندوں میں تھا، نہ مردوں میں۔ وہ چبوترے پر مجسمہ بنا بیٹھا تھا۔ آدھا انسان اور آدھا سانپ۔

جادوگرنی غائب ہو چکی تھی۔ وہ دوبارہ نہ آئی۔ کچھ دیر بعد کمرے میں دو آدمی داخل ہوئے جنہوں نے کسی اجنبی ملک کا لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ انسان لگ رہے تھے۔ ان میں بدروحوں والی کوئی بات نظر نہیں آ رہی تھی۔ یاماگ سانپ انہیں ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر یاماگ کو پتھر کے بت کی طرح اٹھایا اور اسی طرح اٹھائے کمرے سے باہر لے گئے۔ باہر تین گھوڑے کھڑے تھے۔ انہوں نے یاماگ سانپ کو ایک بورے میں ڈال کر گھوڑے کی پیٹھ پر کس کر باندھ دیا۔ دوسرے گھوڑوں پر وہ خود سوار ہو گئے اور یاماگ والے گھوڑے کی باگ تھام کر گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔

یاماگ کو بورے کے اندر سے باہر کا دھندلا دھندلا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ گھوڑے ایک صحرا میں سے گزر رہے تھے اوپر نیلا آسمان تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی، مگر یاماگ کو گرمی سردی کا کوئی احساس نہیں تھا۔ یاماگ والا گھوڑا باقی دونوں گھوڑوں کے ساتھ ساتھ بڑی تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ صحرا ختم ہوا تو ایک سنگلاخ ویرانہ آ گیا۔ یاماگ نے بورے کے اندر سے دیکھا کہ ویران بنجر میدان میں کوئی باقاعدہ سڑک نہیں بنی ہوئی تھی۔ ایک ٹوٹا پھوٹا راستہ تھا جس پر گھوڑے بھاگے جا رہے تھے۔ دونوں آدمیوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوڑے آگے آگے تھے۔ یاماگ والا گھوڑا پیچھے تھا مگر اس کی باگیں اگلے گھوڑے والے آدمی کے ہاتھ میں تھیں۔

بنجر علاقے سے گزرے تو سمندر کا کنارہ نظر آنے لگا۔ گھوڑے سمندر کے ساتھ کافی دور تک دوڑتے رہے۔ تب یاماگ کی نظر ایک بہت بڑے پرانے زمانے کے بحری جہاز پر پڑی جس کا مضبوط لکڑی کا موٹا مستول اوپر کو اٹھا ہوا تھا اور بادبان اس کے ساتھ لپٹے تھے۔ گھڑسواروں کو آتا دیکھ کر جہاز کے ملاحوں نے بادبانوں کو کھولنا شروع کردیا تھا۔ جہاز کے سامنے کنارے پر آکر گھوڑے رک گئے۔ یاماگ کے بورے کو اٹھاکر جہاز پر پہنچادیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی بادبانوں میں ہوا بھرنے لگی۔ جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا اور جہاز سمندر میں کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔

یاماگ کو آدھے انسان اور آدھے سانپ کے روپ میں ہم سمندری سفر میں چھوڑ کر واپس کامنی ناگن کی طرف چلتے ہیں۔ کامنی ناگن خوبصورت خلائی لڑکی شرمین کے ساتھ سامری کی دنیا سے اس وقت غائب ہوئی تھی، جب تالاب کی آگ درخت کی کھوہ کے اندر آگئی تھی۔ نسطور کی لاش بھی کامنی ناگن کے ساتھ تھی۔ غائب ہونے کے بعد کامنی ناگن کو احساس ہوا کہ وہ کسی اندھیری سرنگ میں سے بڑی تیزی سے گزر رہی ہے۔ مگر اسے زیادہ ہوش نہیں تھا۔ جب اسے ہوش آیا اور وہ ظاہر ہوئی تو اس نے اپنے آپ کو ایک اونچی چھت والے ہال کمرے میں پایا جس کا فرش، چھت اور دیواریں شیشے کی بنی ہوئی تھیں، مگر عجیب بات یہ تھی کہ اسے شیشے میں سے اپنا عکس بالکل نظر نہیں آرہا تھا۔ خلائی لڑکی شرمین بھی

اس کے ساتھ ہی ظاہر ہوگئی تھی۔ نسطور کی لاش بھی ان کے ساتھ تھی۔ شرمین نے نسطور کی لاش کو شیشے کی ایک میز پر اس طرح ڈال دیا کہ اس کا کٹا ہوا سر جسم کے ساتھ لگادیا تھا۔ کامنی ناگن اس وقت تک سانپ کے روپ میں تھی۔ شرمین نے کہا۔

"اب تم چاہو تو انسانی شکل میں آسکتی ہو یہاں تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

کامنی ناگن اسی وقت ہلکی سی پھنکار مارنے کے بعد راجکماری لڑکی کی شکل میں آگئی۔ خلائی لڑکی نے کہا۔

"کامنی! تم ہمارے خلائی سیارے کی ایک لیبارٹری میں ہو۔"

کامنی ناگن نے انسانی شکل میں آنے کے بعد چاروں طرف دیکھا۔ شیشے کے ہال کمرے کی دیواروں پر کرسٹل کے بنے ہوئے کتنے ہی چھوٹے بڑے بٹن لگے تھے۔ شیشے کی جس لمبی میز پر نسطور کی لاش پڑی تھی اس کے بالکل اوپر شیشے کا چھوٹا سا پیالہ بنا ہوا تھا۔ کامنی نے پوچھا۔

"اس سیارے کا کیا نام ہے شرمین؟"

شرمین نے کہا۔

"ہمارے سیارے کا نام پلوٹا رخ ہے۔"

کامنی نے پوچھا۔

"ہم انسانوں کی زمین سے کتنی دور نکل آئے ہیں؟"

خلائی لڑکی شرمین نے ہنس کر کہا۔

"تم اس کا اندازہ نہیں لگاسکتی، کیونکہ تمہارے حساب کی گنتی اس پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوری نہیں اترے گی۔ تمہیں اس طرح سمجھاتی ہوں کہ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے' اگر روشنی کی کرن دس کروڑ سال تک تمہاری دنیا سے ہمارے سیارے کی طرف سفر کرتی رہے تو وہ ابھی اس کا آدھا راستہ بھی طے نہیں کر سکے گی۔"

کامنی ناگن حیران رہ گئی۔ اس نے کہا۔

"مگر یہاں کی فضا میں سانس لیتے ہوئے مجھے کوئی دقت نہیں ہو رہی اور تمہاری شکل صورت بھی ہماری دنیا کے انسانوں ایسی ہے۔"

خلائی لڑکی شرمین نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہمارے سیارے کی مخلوق جس شکل میں چاہے زندہ رہ سکتی ہے۔ جب میں پہلی بار تمہارے اور نسطور کے پاس تمہیں بچانے کے لئے آئی تھی' تو میں نے اپنی شکل انسانوں ایسی بنالی تھی تاکہ تمہیں مجھ سے بات چیت کرنے میں آسانی رہے۔ اصل میں یہ میری اصلی شکل نہیں ہے' ہمارے سیارے کی مخلوق کی اصلی شکل باہر کی کسی مخلوق نے نہیں دیکھی۔ ہم میں عورتیں بھی ہیں مرد بھی ہیں۔ بچے بھی ہیں' مگر جب ہماری مخلوق اس سیارے پر آکر آباد ہوئی تو ہماری اصلی شکلیں بڑی ڈراونی تھیں' مگر پھر ہم نے سائنس میں اتنی ترقی کرلی کہ اب ہم جو شکل چاہیں اختیار کرکے زندگی گزار لیتے ہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ ایک عورت' عورت ہی رہتی ہے ایک مرد' مرد ہی رہتا ہے۔"

کامنی کی حیرانی بڑھتی جارہی تھی۔ وہ زمین کے اندر پاتال کی رہنے

والی تھی۔ اس نے انسانوں کی دنیا میں رہ کر سائنس کی ترقی نہیں دیکھی تھی اور پلوٹارخ سیارے پر تو سائنس اپنی ترقی کے انتہائی عروج پر نظر آرہی تھی۔ شرمین کہنے لگی۔

"ہماری کائنات میں کئی ایسے سیارے ہیں جو سائنس میں ہم سے بھی آگے ہیں۔ مثلاً ہمارے نظام شمسی میں ایک سیارہ ایسا ہے جس کی مخلوق کسی کو نظر ہی نہیں آتی مگر وہ اپنی زمین پر پوری طرح زندگی بسر کرتی ہے۔ روزمرہ کے کام کاج کرتی ہے۔"

کامنی ناگن نسطور کی لاش کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے اتنی ترقی کرلی ہے تو کیا تم مردہ نسطور کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتیں؟ میں نسطور کو پھر سے زندہ چلتے پھرتے دیکھنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس کی موت کا بڑا دکھ ہے۔"

خلائی لڑکی شرمین مسکرائی۔ کہنے لگی

"تم یہ بھول رہی ہو کہ نسطور انسان نہیں جن ہے۔ انسان گردن کٹ جانے سے مرجاتا ہے اور اسے دوبارہ زندہ نہیں کیا جاسکتا' مگر جن خدا کی ایک دوسری مخلوق ہوتی ہے۔ جن کو خدا نے بڑی طاقت دی ہوئی ہے' وہ اگر اپنی دنیا یعنی کوہ قاف میں مرجائے تو پھر زندہ نہیں ہوتا' لیکن اگر وہ قاف کی دنیا سے باہر کسی دوسری دنیا میں مرے تو اس میں زندہ رہنے کی صلاحیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے نسطور مرا نہیں ہے۔ اس میں زندہ رہنے کی طاقت ابھی باقی ہے۔"

یہ سن کر کامنی ناگن بڑی خوش ہوئی۔

"تم سچ کہہ رہی ہو شرمین؟ تو پھر کسی طرح نسطور کو زندہ کردو۔ یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑا نیک دل جن ہے۔ یہ انسانوں اور خاص طور پر بچوں کی مدد کرنے والا، ان سے پیار کرنے والا جن ہے۔"

خلائی لڑکی شرمین نے کہا۔

"اسے زندہ کرنے کے لئے ہی تو میں اس کی لاش اٹھا کر یہاں لائی ہوں۔"

اس کے بعد شرمین نے دیوار پر لگا ایک بٹن دبایا۔ چھت پر جو شیشے کا پیالہ تھا اس میں سے نیلی روشنی کی شعاعیں نکل کر نسطور کی لاش پر پڑنے لگیں۔ شرمین نے کہا۔

"نسطور کی لاش کو ایک رات ایک دن تک اسی جگہ پڑے رہنا ہوگا۔ اس کے بعد اس میں جان پیدا ہوجائے گی۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں تمہارے کمرے میں لئے چلتی ہوں۔"

اسی ہال کمرے میں ایک جگہ شیشے کا گول سلنڈر کھڑا تھا۔ شرمین کامنی کو لے کر سلنڈر میں کھڑی ہوگئی۔ اس نے کہا۔

"کامنی اپنا سانس روک لو۔ فکر نہ کرو۔ صرف ایک سیکنڈ لگے گا۔"

کامنی ناگن نے سانس روک لیا۔ سلنڈر میں ایک تیز روشنی چمکی اور کامنی ناگن کو ایسے لگا جیسے اس کا جسم پھول سے بھی زیادہ ہلکا ہوگیا ہے۔ اصل میں اس وقت کامنی اور خلائی لڑکی شرمین کے جسم کے تمام ایٹم یعنی ذرے روشنی میں تبدیل ہوکر روشنی میں کسی رفرے سلنڈر سے نکل کے اوپر والے سلنڈر میں جاچکے تھے۔ اس سارے کام میں ایک سیکنڈ سے بھی بہت کم وقت لگا تھا۔ کامنی ناگن نے ابھی اپنا سانس روکا ہی تھا اور بجلی سی

چمکی ہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ وہ ایک دوسرے سلنڈر میں کھڑی ہے۔

کامنی ناگن کو خیال ہوا کہ شاید وہ ابھی تک پہلے والے سلنڈر میں ہی ہے۔ اس نے شرمین سے پوچھا۔

"ہم ابھی وہیں کھڑے ہیں کیا؟"

"شرمین نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں کامنی! ہم نچلی منزل سے اوپر والی منزل میں پہنچ چکے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔"

سلنڈر کے باہر ایک شیشے کی ٹائیلوں والا برآمدہ تھا۔ برآمدے کے کونے پر ایک کمرہ تھا، جس کا دروازہ خلائی لڑکی کے قریب آتے ہی اپنے آپ کھل گیا۔

"یہ تمہارا کمرہ ہے۔ جب تک تمہارے اور نسطور کے واپس زمین پر جانے کا میں کوئی محفوظ انتظام نہیں کر لیتی، تمہیں اسی کمرے میں رہنا ہے۔ نسطور بھی کل رات تک دوبارہ زندہ ہوکر تمہارے ساتھ والے کمرے میں آجائے گا۔"

جاتے جاتے خلائی لڑکی شرمین نے کامنی ناگن سے کہا۔

"ایک بات کا خاص خیال رکھنا۔ اپنے کمرے سے باہر مت نکلنا۔ مجھ سے کوئی بات کرنی ہو تو اپنے پلنگ کے ساتھ لگے ہوئے بٹن کو دبانا تم مجھ سے بات کرسکو گی۔"

یہ کہہ کر خلائی لڑکی چلی گئی۔

کامنی ناگن چونکہ سانپ کی مخلوق سے تعلق رکھتی تھی اس لئے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو دن میں انسانوں کی طرح بار بار کھانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ صرف پانی پر بھی گزارا کر سکتی تھی۔ اسے دوسرے سانپوں کی طرح آکسیجن کو اپنے جسم میں بچا کر رکھنا بھی آتا تھا۔ کامنی ناگن نے کمرے کا جائزہ لیا۔ دیواریں شیشے کی تھیں، مگر ان میں بھی کامنی کو اپنا عکس نظر نہیں آتا تھا۔ دو کرسیاں پڑی تھیں۔ وہ بھی شیشے کی تھیں۔ پلنگ بھی شیشے کا تھا۔ کامنی پلنگ پر بیٹھی تو وہ بڑا نرم تھا۔ حالانکہ وہ شیشے کا بنا ہوا تھا۔ باہر کی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشن دان بھی نہیں تھا، مگر کمرے کا ٹمپریچر بڑا خوشگوار تھا۔ پلنگ کے ساتھ ہی چھوٹی سی شیشے کی میز رکھی ہوئی تھی۔ کامنی ناگن انسانی روپ میں پلنگ پر لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد میز پر روشنی ہوئی اور ایک سونے کی تھالی نمودار ہو گئی جس پر ایک سبز رنگ کی گولی رکھی ہوئی تھی۔ کمرے میں خلائی لڑکی شرمین کی آواز سنائی دی۔

"کامنی! یہ گولی کھا لو۔ اس کے بعد تمہیں ایک ہفتے تک نہ بھوک لگے گی نہ پیاس لگے گی۔"

شرمین کی آواز بند ہو گئی۔ کامنی ناگن نے گولی کھا لی۔ وقت کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ وہ پلنگ پر لیٹی تو اسے نیند آ گئی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو شرمین کی آواز آئی۔

"کامنی! میں تمہارے پاس آ رہی ہوں۔"

کامنی ناگن اٹھ کر بیٹھ گئی۔ دو سیکنڈ بعد خلائی لڑکی شرمین کمرے میں داخل ہوئی۔ کہنے لگی۔

"چلو نسطور کو ہوش آ رہا ہے۔"

کامنی نے کہا۔

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ وہ ایک دن اور ایک رات سوتا رہے گا۔"

"ایک دن گزر چکا ہے۔" شرمین بولی۔

کامنی ناگن پریشان ہو کر بولی۔

"تو کیا میں ایک رات اور ایک دن تک سوتی رہی ہوں؟"

شرمین نے کہا۔

"بالکل۔ تم پوری ایک رات ایک دن سوئی ہو۔"

"مگر مجھے تو لگتا ہے کہ میں دس پندرہ منٹ ہی سوتی رہی ہوں"

شرمین نے کہا۔

"ہمارے سیارے پر وقت اسی تیزی سے گزرتا ہے۔ ہمارے سیارے کے پانچ منٹ تمہاری دنیا کے ایک دن اور ایک رات کے برابر ہوتے ہیں آؤ۔ یہ باتیں بعد میں کر لیں گے۔ ابھی نسطور کے پاس چلتے ہیں۔"

کامنی ناگن شرمین کے ساتھ سلنڈر میں سے گزر کر نیچے ہال کمرے والی لیبارٹری میں آ گئی۔ نسطور لمبی میز پر اسی طرح لیٹا ہوا تھا۔ اوپر سے نیلی روشنی کی شعاعیں اس پر پڑ رہی تھیں۔ کامنی نے قریب ہو کر نسطور کی گردن کو دیکھا۔ نسطور کا سر گردن کے ساتھ بالکل جڑ چکا تھا۔ ذرا سا نشان بھی نہیں پڑا تھا۔ نسطور سانس بھی لے رہا تھا، مگر اس کی آنکھیں بند تھیں۔ کامنی ناگن بڑی خوش ہوئی۔ شرمین نے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر میں نسطور کو ہوش آ جائے گا تم یہیں میرے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھی رہنا۔"

کامنی ناگن خلائی لڑکی شرمین کے پاس ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔ کمرے میں گہری خاموشی تھی۔ نسطور آنکھیں بند کئے نیلی روشنی میں لیٹا ہوا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا۔ کامنی کو نسطور کے پھر سے زندہ ہوجانے کی بے حد خوشی ہوئی تھی۔

لیبارٹری میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صرف نسطور کے سانس لینے کی آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد نسطور نے آنکھیں کھول دیں۔ شرمین نے میز کے ایک بٹن کو دبایا۔ اوپر سے آنے والی نیلی روشنی بند ہوگئی۔ نسطور نے اپنے سامنے خلائی لڑکی شرمین اور کامنی ناگن کو راجکماری کے روپ میں بیٹھے دیکھا تو مسکرایا۔ کامنی نے بڑے خوش ہوکر کہا۔

"نسطور! تم اندازہ نہیں کرسکتے کہ تمہیں پھر سے زندہ دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہورہی ہے۔"

نسطور نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔ خدا ہی زندگی عطا کرنے والا ہے۔"

خلائی لڑکی شرمین بولی۔

"نسطور! تمہیں کچھ دیر آرام کرنا چاہئے' پھر خوب باتیں کریں گے۔"

نسطور نے آنکھیں بند کرلیں۔ شرمین نے کامنی کو ساتھ لیا اور سلنڈر کی روشنی کے ذریعے اوپر کامنی کے کمرے میں آگئی۔

کمرے میں آکر خلائی لڑکی شرمین نے کامنی ناگن سے کہا۔

"ہمارے خلائی سیارے میں لوگ بڑے امن اور محبت کے ساتھ زندگی بسر کررہے ہیں۔ یہ میرا خلائی مکان اور میری خلائی لیبارٹری ہے۔ میں خلائی سائنس اکیڈمی میں کام کرتی ہوں۔ میں نے تمہیں دوسرے خلائی لوگوں سے اس لئے دور رکھا ہے کہ ہمارے سیارے سے آگے ایک دوزخی سیارہ ہے۔ وہاں کے شیطانی لوگ ہمارے سیارے پر بڑی نفرت اور گناہ پھیلانے' اکثر آتے رہتے ہیں۔ وہ ہم لوگوں کی شکلیں بناکر یہاں رہتے ہیں' اگر انہیں تمہارا معلوم ہوگیا تو وہ تمہیں نقصان پہنچاسکتے ہیں' اسی واسطے میں نے تمہیں اور نسطور کو یہاں اپنے الگ تھلگ مکان میں رکھا ہے اور اسی لئے تمہیں اس جگہ سے باہر نکلنے سے منع کیا ہے۔ اب تم سب کچھ سمجھ گئی ہوگی۔"

کامنی ناگن بولی۔

"میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ ہماری زمین کے نیچے پاتال میں بھی بڑے سانپ ہوتے ہیں جو زمین پر جاکر بغیر کسی وجہ کے انسانوں کو ڈستے ہیں اور پھر مارے بھی جاتے ہیں۔ اس طرح تمہارے سیارے پر بھی برے لوگ ہوتے ہوں گے۔"

شرمین نے کہا۔

"یہ لوگ دوزخی سیارے سے آتے ہیں' جو ہمارے سیارے سے آگے کافی دور ہے مگر ہمارے سیاروں میں فاصلے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ہمارے سیارے کے لوگ بڑے دردمند اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔"

کامنی ناگن کہنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہارے ہاں لوگوں کی عمریں کتنی ہوتی ہیں؟"

شرمین نے کہا۔

"ہم لوگ بڑی دیر تک زندہ رہتے ہیں۔ نسطور کو بھی یہ ساری باتیں سمجھا دینا اب میں جاتی ہوں۔ رات کو آؤں گی، جب نسطور بھی اٹھ بیٹھا ہوگا۔"

خلائی لڑکی شرمین چلی گئی۔ کامنی ناگن شیشے کے پلنگ پر لیٹ کر سوچنے لگی کہ نہ معلوم عمرو عیار اور زکوٹا کہاں ہوں گے، کس حال میں ہوں گے۔ جب کافی دیر ہوگئی اور کامنی کو نیند نہ آئی تو اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ نیچے چل کر نسطور کے پاس بیٹھنا چاہیے۔ وہ اٹھ کر باہر برآمدے میں آگئی۔ یہاں سے خلائی سلنڈر میں داخل ہوگئی۔ اسے معلوم تھا کہ خلائی لڑکی شرمین کون سا بٹن دبایا کرتی ہے۔ کامنی نے سانس روک کر بٹن دبادیا۔ ایک سیکنڈ میں وہ نیچے دوسرے سلنڈر میں تھی۔

نسطور شیشے کی میز پر ابھی تک اسی طرح لیٹا ہوا تھا۔ کامنی ناگن دبے پاؤں نسطور کے پاس آئی تو نسطور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگا۔

"کامنی! ہم کہاں ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ہم شرمین کے خلائی سیارے میں آگئے ہیں۔"

"ہاں" کامنی نے کہا۔ "اسی سیارے پر آکر تمہارے سر کو تمہارے جسم کے ساتھ جوڑا گیا اور تمہیں پھر سے زندگی مل گئی۔"

"میں شرمین کا بڑا شکر گزار ہوں۔ وہ کہاں ہے۔"

کامنی نے اسے بتایا کہ شرمین اپنے کمرے میں ہے۔ نسطور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ہنس پڑا۔

"میری گردن بالکل پکی ہوگئی ہے۔ خدا کا شکر ہے وہی زندگی عطا کرتا ہے۔ موت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔"

اتنے میں شرمین بھی آگئی۔ کہنے لگی

"مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ نسطور اٹھ بیٹھا ہے۔ نئی زندگی مبارک ہو۔ اب تم بے فکری سے چل پھر سکتے ہو۔ آؤ میں تمہیں تمہارے کمرے میں لے چلوں۔"

نسطور کا کمرہ اوپر والی منزل میں کامنی ناگن کے کمرے کے بالکل سامنے تھا۔ شرمین نے نسطور کو بھی سبز رنگ کی ایک گولی کھانے کو دی اور کہا۔

"اب ایک ہفتہ تمہیں کچھ کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

پھر وہ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ کامنی نے بتایا کہ کس طرح عمرو عیار اس کا کٹا ہوا سر شہر کے دروازے سے اتار کر لایا۔ پھر کس طرح زکوٹا اور عمرو تمہارے لاکٹ اور اپنے تیسرے دوست یاماگ سانپ کی تلاش میں چلے گئے اور پیچھے سامری کی بدروحوں نے آگ لگادی، اور پھر کس طرح میں نے خلائی انگوٹھی رگڑ کر شرمین کو بلایا اور وہ ہمیں یہاں لے آئی اور تمہاری گردن کو تمہارے جسم کے ساتھ جوڑ دیا۔ نسطور نے ایک بار پھر شرمین کا شکریہ ادا کیا اور عمرو عیار، زکوٹا اور یاماگ کے بارے میں پریشان ہوا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کچھ معلوم نہیں میرے دوست کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔"

کامئی ناگن کہنے لگی۔ "شرمین نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہماری اس خلائی سیارے سے اپنی زمین پر واپسی کا بڑی جلدی انتظام کردے گی۔"

نسطور نے شرمین کی طرف دیکھا۔ شرمین نے کہا۔

"ہاں نسطور! مجھے تم دونوں کو یہاں سے تمہاری زمین تک پہنچانے کے لئے خاص انتظام کرنا ہوگا۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم اس وقت تک یہاں اپنے اپنے کمروں میں ہی رہو۔ میں نے ساری باتیں کامئی ناگن کو بتادی ہیں۔ وہ تمہیں بتادے گی۔ اب میں جاتی ہوں۔"

شرمین چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد کامئی ناگن نے نسطور کو بتادیا کہ اس سیارے پر نیک لوگوں کی آبادی ہے' جن کو برے راستے پر لگانے اور ان کے درمیان دشمنی پھیلانے کی غرض سے دوزخی سیارے کی مخلوق اکثر بھیس بدل کر آتی رہتی ہے۔ شرمین نے کہا ہے کہ وہ ہم پر حملہ کرسکتی ہے اس لئے ہمیں یہاں کمروں میں ہی رہنا چاہئے۔

نسطور نے کہا۔

"مگر ان بند کمروں میں تو میرا دم گھٹ جائے گا۔"

کامئی ناگن بولی۔

"کچھ بھی ہو نسطور ہمیں شرمین کی ہدایت پر عمل کرنا چاہئے۔ کہیں پھر مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

نسطور شیشے کی دیواروں اور چھت کو تکنے لگا۔

○☆○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پانچ بہنوں کی قبریں

یاماگ گردن تک انسان اور اس کے اوپر سانپ بنا پتھر کے بت کی طرح بحری جہاز کے ایک کیبن میں بند سمندر میں سفر کررہا تھا۔ وہ سوچ سکتا تھا' دیکھ سکتا تھا مگر بول نہیں سکتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ خدا جانے یہ لوگ اسے گردن تک انسان بنائے اور اس کے چہرے کو سانپ کا چہرہ بنائے' کہاں کس ملک میں لئے جارہے ہیں اور آگے چل کر اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اسے بار بار اپنے ساتھیوں عمرو' نسطور اور زکوتا کا خیال آرہا تھا۔ قسمت نے یاماگ کو اپنے دوستوں سے دور کردیا تھا' مگر یاماگ کے دل میں یہ امید زندہ تھی کہ ایک نہ ایک دن تمام دوست ضرور آپس میں مل جائیں گے۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ عمروعیار تین ہزار سال پرانے زمانے میں فرعون کے مصر میں پہنچ چکا ہے اور نسطور دوبارہ زندہ ہوکر زمین سے اربوں نوری سال کے فاصلے پر واقع خلائی سیارے پلوٹارخ میں بیٹھا اسے یاد کررہا ہے۔ اب ہم عمروعیار کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہے۔ ہم نے عمروعیار کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تین ہزار سال پرانے زمانے میں، فرعون مصر کے وزیر اور کاہن اعظم کے محل میں چھوڑا تھا۔ جب کاہن نے عمرو کو غیبی حالت میں دیکھ لیا تھا اور پھر اس کے ساتھ ہمدردی اور دوستی کا اظہار کیا تھا اور اسے کہا تھا کہ تم میرے پلنگ پر آرام کرو۔ صبح باتیں کریں گے۔ عمرو عیار پلنگ پر بیٹھا کتنی دیر تک زکوٹا، نسطور اور یاماگ سانپ کے بارے میں سوچتا رہا، پھر اسے اپنی زنبیل کا بھی خیال آیا، جو گم ہو گئی تھی۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ عمرو عیار لاہور میں عمران کی کوٹھی کے اوپر والے کمرے میں زکوٹا کے ساتھ سونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ زکوٹا نے پلنگ پر قبضہ کر لیا تھا اور مذاق سے کہا تھا کہ عمرو تم قالین پر سو جاؤ، جس پر عمرو عیار نے کہا تھا۔

"تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔ میں تو آج کی رات بغداد کے بادشاہ کے محل میں سوؤں گا۔"

اور وہ بغداد کی بجائے، تین ہزار سال پرانے مصر کے زمانے میں کاہن اعظم کی خواب گاہ میں آگیا تھا اور اس کی زنبیل بھی نظروں سے غائب ہو گئی تھی، جو پہلے کبھی غائب نہیں ہوا کرتی تھی۔ عمرو عیار پریشان تھا کہ زنبیل کہاں گم ہو گئی۔ وہ غیبی حالت میں پلنگ پر لیٹا ہوا تھا کہ فرعون کا کاہن اعظم کمرے میں ایک کنیز کے ساتھ داخل ہوا تھا اور کاہن نے عمرو کو غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا تھا۔

عمرو عیار نے کسی نہ کسی طرح رات گزار دی۔

دن نکلا تو کاہن اعظم نے دروازے پر دستک دی۔ عمرو عیار ابھی تک غیبی حالت میں تھا اور اسے سوائے کاہن کے دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

عمرو نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ کاہن اعظم کے ساتھ ایک ملازم بھی تھا، جس کے ہاتھ میں پھلوں سے بھرا ہوا طشت تھا۔ کاہن نے ملازم کو فوراً واپس بھیج دیا اور عمرو سے کہا۔

"دوست عمرو! یہ پھل تمہارے ناشتے کے لئے لایا ہوں۔"

عمرو عیار نے گھور کر کاہن اعظم کو دیکھا۔ پھر پھل کھانے لگا اور سوچنے لگا کہ آخر یہ شخص جو فرعون کا وزیر اعظم بھی ہے اور اتنا بڑا جادوگر بھی ہے کہ مجھے غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا ہے، تو آخر میرے ساتھ اتنی مہربانی کا سلوک کیوں کر رہا ہے؟ ضرور اسے مجھ سے کوئی ایسا کام ہوگا جو وہ اتنا بڑا جادوگر ہونے کے باوجود خود نہیں کر سکتا۔

کاہن اعظم واقعی مصر کا بہت بڑا جادوگر تھا۔ اس کے پاس بہت خطرناک قسم کے طلسمی منتر بھی تھے، مگر ایک کام ایسا تھا جہاں اس کے سارے طلسمی منتر بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ کاہن اعظم بڑا عیار اور چالاک شخص تھا۔ وہ یونہی عمرو کے ساتھ دوستی نہیں ڈال رہا تھا۔ اس نے عمرو سے ایک بہت بڑا کام نکالنا تھا۔ یہ کام ہم آگے چل کر آپ کو بتائیں گے کہ اصل میں مکار کاہن چاہتا کیا تھا۔ یہ ایک ایسا کام تھا جو وہ اپنے سارے منتر پڑھ کر بھی خود نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے پاس سارے جادو منتر تھے مگر خود غائب ہو جانے اور کسی کو غائب کر دینے کا جادو اس کے پاس نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب اس نے اپنے پلنگ پر، عمرو عیار کو غیبی حالت میں دیکھا تو بڑا خوش ہوا اور اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ یہ شخص اس کے کام آسکتا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناشتے کے بعد عمرو عیار نے کہا۔

"کاہن بھائی! میں غیبی حالت سے تنگ آگیا ہوں۔ اب میں اپنی انسانی شکل میں واپس آنے لگا ہوں۔"

مکار کاہن نے کہا۔

"تم بے شک اصلی حالت میں آجاؤ' مگر یہاں ہمیں دیکھ کر لوگوں کو شک ہوجائے گا کہ میں نے تمہیں کس لئے اپنے کمرے میں رکھا ہوا ہے۔ دربار کے ملازم فرعون کو بھی یہ بات بتادیں گے۔ پھر تمہیں بھی پریشانی ہوگی اور مجھے بھی پریشانی ہوگی۔ بہتر یہی ہے کہ تم ابھی کچھ وقت غائب ہی رہو۔"

اصل میں کاہن کو یہ ڈر تھا کہ اگر ایک بار عمرو انسانی شکل میں آگیا تو ہوسکتا ہے پھر وہ اس کے کہنے پر غائب نہ ہو یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی وجہ سے وہ خود بھی غائب نہ ہوسکے اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ غیبی حالت میں رہے اور اسی حالت میں اس سے اپنا کام نکال لیا جائے۔ کاہن چاہتا تھا کہ عمرو سے اس کی طاقت کا راز معلوم کرے۔ ایک بار اس کی طاقت کا راز ہاتھ آگیا تو پھر وہ عمرو کو اپنی مرضی کے مطابق چلاسکے گا۔

اس نے عمرو سے پوچھا۔

"عمرو! تم غائب کس طرح ہوجاتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی خفیہ منتر ہے جس کو پڑھ کر غائب ہوجاتے ہو؟"

انسان خطا کا پتلا ہے۔ عقل مند سے عقل مند انسان سے بھی کسی وقت غلطی ہوجاتی ہے۔ عمرو بڑا ہوشیار تھا مگر اس سے غلطی ہوگئی۔ اس کے منہ سے نکل گیا۔

"میرے پاس ایک زنبیل ہے۔ میں جب زنبیل میں اترتا ہوں تو غائب ہوکر جس ملک میں چاہوں پہنچ جاتا ہوں۔ ویسے بھی میں طوطے کی آواز نکال کر غائب ہوسکتا ہوں' لیکن میری اصل پہچان میری زنبیل ہے۔ میں اس دفعہ بھی زنبیل میں اس خیال سے اترا تھا کہ بغداد کے کسی شاہی محل میں جاکر آرام کروں گا' لیکن خدا جانے کہاں کوئی غلطی ہوگئی کہ میں تین ہزار سال پرانے زمانے میں تمہارے کمرے میں پہنچ گیا۔"

کاہن نے پوچھا۔

"تمہاری زنبیل کہاں ہے؟ میں اس کو دیکھنا چاہتا ہوں؟"

عمرو ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ اس دفعہ زنبیل بھی میرے ساتھ ہی غائب ہوگئی ہے۔ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے' اگر مجھے میری زنبیل نہ ملی تو میں قیامت تک واپس اپنے دوستوں کے پاس لاہور شہر میں نہ پہنچ سکوں گا۔"

فوراً مکار کاہن کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے کہا۔

"عمرو! میرے پاس ایسا طلسم ہے کہ جو گمشدہ چیزوں کو ڈھونڈھ نکالتا ہے۔ میں منتر پڑھ کر پھونکوں تو تمہاری زنبیل تمہارے سامنے آجائے گی۔"

عمرو عیار بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"تو پھر کاہن بھائی تمہاری بڑی مہربانی ہوگی مجھے میری زنبیل واپس لادو۔ نہیں تو میں ساری زندگی اسی طرح دربدر بھٹکتا پھروں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاہن نے فوراً کہا۔

"اس کے بدلے میں تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا۔"

"کون سا کام؟" عمرو نے پوچھا۔ پھر خود ہی کہنے لگا۔ "تم جو کہو گے میں کروں گا لیکن میری زنبیل منتر پڑھ کر مجھے واپس لادو۔"

کاہن مکاری سے مسکرایا۔ چھوٹی چھوٹی عیار آنکھوں کو سکیڑتے ہوئے کہنے لگا۔

"کام مشکل نہیں ہے۔ تمہارے لئے تو وہ بڑا ہی آسان کام ہے۔"

عمرو بولا۔ "جلدی سے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

کاہن عمرو کے قریب ہو کر پلنگ پر بیٹھ گیا اور بڑی معصوم شکل بنا کر بولا۔

"بھائی عمرو! تمہیں کیا بتاؤں میری بوڑھی ماں کو ایک ایسی بیماری لگ گئی ہے کہ جو اسے موت کے منہ میں لے جا رہی ہے۔ سارے حکیم اس کا علاج نہیں کر سکے۔ میرا جادو طلسم بھی میری ماں کی بیماری کے کام نہیں آسکا۔"

کاہن اپنی آنکھوں میں زبردستی کوشش کر کے آنسو بھر لایا۔

"میرے بھائی! آخر میں نے جادوگروں کے بادشاہ افراسیاب کا چلہ کیا۔ افراسیاب نے خواب میں آکر مجھے بتایا کہ اس کا علاج صرف یوروپا دیوی کے موتی سے ہی ہو سکتا ہے، مگر مصیبت یہ ہے کہ یہ موتی ایک اہرام کے نیچے تہہ خانے میں ایک کنیز کی قبر میں ہے اور وہاں کوئی ایسا انسان ہی جا سکتا ہے جو غائب ہو۔ میرے پاس سب جادو اور منتر ہیں مگر میں کسی کو

غائب کرنے یا خود غائب ہونے کا منتر نہیں جانتا۔ یہ کام تم کر سکتے ہو۔ یہ نیکی کا کام بھی ہے۔ تم قبر میں سے یوروپا دیوی کا موتی لے آئے، تو میری ماں کو بیماری کی تکلیف سے نجات مل جائے گی اور تمہیں تمہاری زنبیل بھی مل جائے گی۔"

کاہن کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اور اس کی ماں کی بیماری کا حال سن کر عمرو عیار کا دل پسیج گیا۔ وہ فوراً یوروپا دیوی کا موتی لانے کے لئے تیار ہو گیا، کہنے لگا۔

"کاہن بھائی! تم فکر کیوں کرتے ہو۔ یہ تو نیک کام ہے۔ اس سے خدا خوش ہو گا۔ میں تمہیں موتی ضرور لادوں گا، مگر تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ موتی لانے کے بعد تم مجھے میری زنبیل لادو گے۔"

کاہن فوراً بولا۔

"میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم ایک ہاتھ سے مجھے موتی دو گے تو میں دوسرے ہاتھ سے تمہیں تمہاری زنبیل دے دوں گا، پھر تم اپنے دوستوں کے پاس جا سکو گے۔"

عمرو عیار بڑا خوش ہوا کہ ذرا سے کام کے بدلے اسے اپنی زنبیل مل جائے گی اور وہ واپس زکوٹا کے پاس لاہور جا سکے گا۔ اس نے کہا۔

"مجھے ابھی اہرام والی قبر پر لے چلو۔ میں تمہیں قبر میں سے موتی لادیتا ہوں۔"

کاہن کو معلوم تھا کہ آدھی رات سے پہلے وہ اہرام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم آدھی رات کو جائیں گے۔ جب ہر طرف اندھیرا ہوجائے گا اور ہمیں کوئی دیکھ بھی نہیں سکے گا۔ یہ بات اگر کسی کو معلوم ہوگئی تو قبر میں سے موتی غائب ہوجائے گا۔ پھر نہ مجھے موتی ملے گا اور نہ تمہیں تمہاری زنبیل ہی ملے گی۔"

عمرو نے ہنس کر کہا۔

"کوئی بات نہیں کاہن بھائی۔ ہم آدھی رات کو چلیں گے۔"

جب رات آدھی گزر گئی اور آج سے تین ہزار سال پرانے مصر کے شہر تھیبز میں ہر طرف اندھیرا چھاگیا تو کاہن نے عمرو عیار کو ساتھ لیا اور اپنے محل کے پچھلے دروازے سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پرانے اہرام کی طرف چل پڑے۔ عمرو عیار پر اپنی زنبیل واپس لینے کی دھن سوار تھی۔ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ مکار کاہن اس کے ساتھ کیا کھیل کھیل رہا ہے۔

وہ دریائے نیل کے کنارے کنارے گھوڑے دوڑاتے جا رہے تھے۔ کاہن اعظم نے کالا لباس پہن کر بھیس بدل رکھا تھا۔ وہ آگے آگے گھوڑا دوڑا رہا تھا۔ مصر کے دارالحکومت تھیبز کی فصیل شہر پر جو مشعلیں جل رہی تھیں وہ بہت پیچھے رہ گئی تھیں۔ ان کی روشنیاں ستاروں کی طرح جھلملانے لگی تھیں۔ عمرو عیار نے اندھیرے میں دیکھا کہ دور صحرا میں ایک تکونا سیاہ پہاڑ سر اٹھائے کھڑا ہے۔ عمرو غیبی حالت میں ہی گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھا۔ گھوڑے کو عمرو کا بوجھ بالکل محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ گھوڑا ویسے ہی اگلے گھوڑے کو دیکھ کر بھاگ رہا تھا۔ کاہن نے اپنا گھوڑا دریائے نیل کے

کنارے سے اتار کر کالے تکونے پہاڑ کی طرف ڈال دیا۔

آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آج سے تین ہزار سال پہلے کے زمانے میں رکشا، ٹیکسی، ٹرک اور ہوائی جہاز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ اس زمانے میں رات کو خاموشی بڑی گہری ہوتی تھی۔ آج کے زمانے میں ہم اس خاموشی کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اب تو رات کے وقت بھی کسی نہ کسی رکشے یا گاڑی کے یا ہوائی جہاز کے گزرنے کی آواز آجاتی ہے۔

جب گھوڑے کالے پہاڑ کے پاس آگئے تو کاہن نے کہا۔

"یہی وہ اہرام ہے جس کے اندر تمہیں جانا ہوگا۔"

کاہن گھوڑے کو اہرام کے پیچھے لے آیا۔ عمرو نے بھی گھوڑے کی باگ موڑ دی۔ کاہن گھوڑے سے اتر آیا۔ عمرو بھی اتر پڑا۔ کاہن اہرام کی پتھروں کی پرانی دیوار کے پاس ایک جگہ جھاڑیوں کو ہٹا کر بیٹھ گیا اور عمرو سے کہا۔

"بھائی عمرو! یہ چھوٹا سا شگاف ہے۔ اس کے اندر ایک راستہ قبر کو جاتا ہے۔ وہاں تہہ خانے میں تمہیں پانچ قبریں ساتھ ساتھ بنی ہوئی ملیں گی۔ پانچویں اور آخری قبر سب سے چھوٹی ہوگی۔ اس قبر پر ایک تابوت رکھا ہوا ہے۔ تابوت کو کھولو گے، تو اس کے اندر ایک لڑکی کی لاش پڑی ہوگی۔ اس لڑکی کی دونوں ہتھیلیاں کھلی ہوں گی۔ ایک ہتھیلی میں کنول کا سوکھا ہوا پھول ہوگا۔ دوسری کھلی ہتھیلی میں سفید موتی ہوگا، تمہیں یہ موتی لاش کی ہتھیلی سے اٹھا کر لے آنا ہوگا۔ بس۔ تمہارا صرف اتنا ہی کام ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب تم واپس آؤ گے تو میں نے جادو کے منتر پڑھ کر تمہاری زنبیل اپنے پاس منگواکر رکھی ہوئی ہوگی۔ ایک ہاتھ سے تم موتی دو گے' دوسرے ہاتھ سے میں تمہیں تمہاری زنبیل دے دوں گا۔ گھبرانا نہیں۔ تم غائب ہوگے اور غائب شخص کو اہرام کے اندر کوئی جادو کوئی بدروح کچھ نہیں کہہ سکے گی۔"

عمرو نے مسکرا کر کہا۔

"تم کیوں فکر کرتے ہو کاہن بھائی! میں جادو اور بدروحوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ ابھی جاکر موتی لے آتا ہوں' مگر میری واپسی پر میری زنبیل تمہارے پاس موجود ہونی چاہیے۔"

کاہن نے کہا۔

"تمہاری زنبیل میرے پاس ہوگی۔"

عمرو اہرام کے شگاف میں داخل ہوگیا۔

کاہن عمروعیار کی زنبیل واپس نہیں لاسکتا تھا' مگر اس نے سوچ رکھا تھا کہ جب عمروعیار یوروپا دیوی کا موتی لے کر آئے گا تو وہ روتے ہوئے اسے کہے گا کہ بھائی منتر کام نہیں کررہا۔ تم موتی بے شک اپنے پاس رکھو۔ میں کل رات کو دوسرا منتر پڑھ کر پھونکوں گا اور زنبیل واپس آجائے گی۔ پھر تم زنبیل لے کر موتی مجھے دے دینا۔ اس دوران کاہن نے سوچ رکھا تھا کہ وہ محل میں جاکر خاص جادوئی منتر کے ذریعے عمرو سے موتی اڑالے گا۔ کاہن یہ کام خود کرلیتا مگر اہرام کے اندر یوروپا دیوی کا ایک ایسا طلسم پھیلا ہوا تھا کہ وہاں کوئی شخص صرف غائب ہوکر ہی جاسکتا تھا۔ اصلی

حالت میں کوئی بڑے سے بڑا جادوگر بھی یوروپا دیوی کے موتی والے اہرام کے اندر قدم رکھنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔

عمروعیار بے خبری اور بھولپن میں اہرام میں داخل ہوگیا تھا۔ اس کے دل میں دو ہی باتیں تھیں۔ ایک یہ کہ کاہن کی بیمار ماں کا علاج ہوجائے گا اور دوسری یہ کہ اسے اس کی زنبیل واپس مل جائے گی۔ اس قسم کے اہراموں میں وہ کئی بار آتا جاتا رہا تھا۔ عمروعیار بھی ہزاروں سال سے تاریخ کے زمانوں میں سفر کرتا چلا آرہا تھا۔ وہ غیبی حالت میں تھا اور اسے اہرام کے اندر اندھیرے میں بھی سب کچھ صاف نظر آرہا تھا۔

وہ ایک چھوٹے سے غار میں سے گزر رہا تھا۔ غار ختم ہوا تو ایک زینہ نیچے جاتا تھا۔ عمرو زینہ اتر گیا۔ آگے ایک تہہ خانہ آگیا۔ عمرو نے دیکھا کہ تہہ خانے میں پانچ قبریں ساتھ ساتھ بنی ہوئی ہیں۔ ہر قبر پر ایک تابوت رکھا ہے۔ آخری قبر باقی قبروں سے چھوٹی تھی۔ عمرو کو اسی قبر میں سے یوروپا دیوی کا موتی نکالنا تھا۔ وہ باقی چار قبروں کو چھوڑ کر پانچویں چھوٹی قبر پر آگیا۔ اس قبر پر بھی ایک تابوت رکھا ہوا تھا۔ قبروں کے پیچھے ایک شمع جل رہی تھی۔ خدا جانے یہ شمع کیسے جل رہی تھی۔ کب سے جل رہی تھی اور اسے کس نے روشن کیا تھا۔ عمرو چھوٹی قبر پر آگیا۔ قبر پر جو تابوت تھا اس پر کسی دیوی کی شکل بنی ہوئی تھی۔ عمروعیار کا صرف ایک بار دل ذرا سا دھڑکا۔ پھر اس نے ہمت کرکے تابوت کا ڈھکنا کھول دیا۔ جیسے ہی اس نے تابوت کا ڈھکن اٹھایا اندر سے تیز ہوا کا جھونکا نکل کر عمرو کے چہرے سے ٹکراتا ہوا گزر گیا۔ عمرو نے تابوت میں جھانک کر دیکھا۔ تابوت کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر کاہن کے بتانے کے مطابق ایک نوجوان لڑکی کی لاش کفن میں لپٹی ہوئی بالکل سیدھی پڑی تھی۔ لڑکی بڑی خوبصورت تھی۔ اس کا چہرہ بالکل ویسے کا ویسا ہی تھا۔ اس کی دونوں ہتھیلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ ایک ہتھیلی میں کنول کا پھول تھا جو سوکھ کر نسواری رنگ کا ہوگیا تھا' اور دوسری ہتھیلی میں ایک چمکدار سفید موتی تھا۔ یہی یوروپا دیوی کا موتی تھا جس کو لانے کے لئے کاہن نے عمروعیار کو وہاں بھیجا تھا۔

عمروعیار نے بے خوفی سے ہاتھ بڑھایا اور جیسے ہی لاش کی ہتھیلی پر سے موتی اٹھانے لگا' لڑکی نے عمروعیار کا ہاتھ پکڑلیا۔ عمروعیار کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ خوف سے اسے پسینہ آگیا۔ حالانکہ وہ بڑا نڈر تھا' مگر کوئی بے جان لاش اچانک آپ کا ہاتھ پکڑے تو ایک بار تو آدمی سن ہوجاتا ہے۔ عمرو عیار نے بڑی جلدی اپنے آپ کو سنبھال لیا' کیونکہ وہ خود طلسم اور جادو کی دنیا کا آدمی تھا۔ عمروعیار نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تو ہاتھ نہ چھڑا سکا۔ لاش کی گرفت اتنی مضبوط تھی جیسے عمرو کا ہاتھ لوہے کے شکنجے میں آگیا ہو۔ عمرو نے ذرا زیادہ زور لگایا۔ لڑکی کی لاش نے آنکھیں کھول دیں اور بولی۔

"عمرو! تم ساری زندگی زور لگاتے رہو گے تب بھی اپنا ہاتھ نہ چھڑا سکو گے۔"

عمروعیار نے کہا۔

"تم نے مجھے کیوں پکڑلیا ہے۔ میں تو یہ موتی کاہن کی ماں کے علاج کے لئے لے جارہا تھا۔"

لڑکی کی لاش نے کہا۔

"تم بڑے چالاک بھی ہو' مگر بڑے سیدھے بھی ہو۔ میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں راز کی بات بتاتی ہوں۔"

لڑکی کی لاش نے عمرو کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ موتی ابھی تک لڑکی کی ہتھیلی میں تھا۔ وہ بولی۔

"یہ موتی یوروپا دیوی کی امانت ہے اور میری نجات کا ذریعہ ہے۔"

عمروعیار تابوت کے پاس بیٹھ گیا۔ کہنے لگا۔

"مجھے راز کی جو بات ہے وہ بتاؤ۔"

لڑکی کی لاش نے کہا۔

"عمرو! ہم پانچ بہنیں ہیں۔ یہ پانچوں قبریں ہم پانچ بہنوں کی ہیں۔ میں چاروں بہنوں میں سب سے چھوٹی بہن ہوں۔ میرا نام مونیکا ہے۔ میری چاروں بہنیں مرنے کے بعد تابوت' میں اپنا خاص وقت پورا کرکے اگلی دنیا میں جاچکی ہیں۔ صرف میں اپنے تابوت میں اپنی مدت پوری کررہی ہوں۔ جاتے ہوئے میری چاروں بہنیں یوروپا دیوی کا موتی مجھے دے گئی ہیں تاکہ اس کی مدد سے ایک خاص وقت پورا کرنے کے بعد میں بھی اگلی دنیا میں چلی جاؤں۔ جب تک میری مدت پوری نہیں ہوتی اس موتی کا میری ہتھیلی پر رہنا بڑا ضروری ہے' اگر یہ موتی کوئی چرا کرلے گیا تو میری روح اس تابوت سے نکل کر اگلی دنیا میں جانے کی بجائے اسی دنیا میں بھٹکتی پھرے گی جو روح کے لئے بہت بڑا عذاب ہوتا ہے۔ اس موتی میں بڑی زبردست طاقت ہے۔ کاہن یہ موتی حاصل کرکے میری روح کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہے' اگر یہ موتی کاہن کے قبضے میں چلاگیا تو میری روح اس کے قبضے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں آجائے گی اور پھر کاہن مجھ سے لوگوں کو قتل کرانے کا کام لے گا۔ موتی کاہن کے قبضے میں ہوگا تو میں کاہن کی غلام ہوجاؤں گی۔ کاہن سب سے پہلے مجھ سے فرعون بادشاہ اور اس کے بال بچوں کو قتل کرائے گا اور خود فرعون بن کر تخت پر بیٹھ جائے گا۔ فرعون بادشاہ بڑا نیک دل ہے۔ وہ رعایا کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ وہ کسی کو رشوت نہیں لینے دیتا۔ کوئی غبن نہیں کرسکتا' اسی لئے کاہن بادشاہ کو اپنے راستے سے ہٹاکر تخت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ کاہن بدکار اور برا آدمی ہے وہ تمہیں اپنے مقصد کے لئے استعمال کررہا ہے۔"

عمرو نے کہا۔

"لیکن اس نے میری زنبیل واپس لادینے کا وعدہ کیا ہے"

لڑکی کی لاش نے کہا۔

"وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ کبھی تمہیں زنبیل لاکر نہیں دے سکتا۔"

عمرو عیار کہنے لگا۔

"مجھے کیسے یقین آئے کہ تم سچ کہہ رہی ہو۔"

"لڑکی کی لاش ایک لمحے کے لئے خاموش ہوگئی" پھر بولی۔

"تم ایک کام کرو۔ میں تمہیں اسی طرح کا اتنا ہی چمکدار مگر نقلی موتی دیتی ہوں۔ تم یہ نقلی موتی کاہن کو جاکر دو۔ تم کو خود معلوم ہوجائے گا کہ وہ تمہیں تمہاری زنبیل واپس کرتا ہے کہ نہیں۔"

عمرو عیار نے کہا۔

"کاہن نقلی موتی پہچان لے گا۔"

لڑکی کی لاش نے کہا۔

"جو نقلی موتی میں تمہیں دوں گی وہ کاہن ساری زندگی نہیں پہچان سکے گا۔ وہ اسے اصلی ہی سمجھے گا۔ تم خود تجربہ کرکے دیکھ لو۔"

عمرو عیار نے پوچھا۔

"لیکن میری زنبیل مجھے کہاں سے ملے گی۔ اس کے بغیر تو میں اپنے دوستوں کے پاس واپس نہیں جاسکوں گا۔"

لڑکی کی لاش نے کہا۔

"تمہاری زنبیل کہاں ہے؟ یہ مجھے معلوم ہے مگر میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔ ابھی تم کاہن کے پاس نقلی موتی لے کر جاؤ۔ کل آدھی رات کے بعد آنا میں تمہیں تمہاری زنبیل کے بارے میں بتاؤں گی کہ وہ کہاں ہے۔"

لڑکی کی لاش نے اپنے کفن کے اندر سے ایک نقلی موتی نکال کر عمرو کو دیا۔ عمرو نے دیکھا کہ نقلی موتی بالکل اصلی موتی کی طرح چمکدار اور شفاف تھا۔ عمرو نے موتی سنبھال کر رکھ لیا اور مونیکا یعنی لڑکی کی لاش سے کہا۔

"میں کل آدھی رات کے بعد آؤں گا۔ تم پتہ کرکے رکھنا کہ میری زنبیل کہاں ہے۔"

لڑکی مونیکا کی لاش نے کہا۔

"فکر کیوں کرتے ہو۔ مجھے اس وقت بھی پتہ ہے کہ تمہاری زنبیل کہاں ہے' مگر میں تمہیں کل بتاؤں گی۔ اب جاؤ اور میرے تابوت کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈھکن بند کرتے جانا۔"

عمرو عیار نے تابوت کا ڈھکنا بند کردیا اور جس طرف سے آیا تھا اسی طرف سے ہوتا ہوا اس اندھیرے غار میں آگیا جو اہرام سے باہر جھاڑیوں میں جانکلتی تھی۔

○☆○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عمرو عیار اپنی زنبیل کی تلاش میں

اہرام کے باہر کاہن اعظم بے چینی سے عمرو عیار کا انتظار کررہا تھا۔ جیسے ہی عمرو شگاف میں سے باہر نکلا کاہن جلدی سے اس کے پاس آکر بولا۔

"عمرو! موتی لے آئے ہو؟"

عمرو عیار نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمرو کسی مہم پر جائے اور ناکام لوٹ کر آئے۔ موتی میں لے آیا ہوں مگر میری زنبیل کہاں ہے؟"

کاہن اعظم بڑے افسوس کے ساتھ کہنے لگا۔

"عمرو بھائی! میرا جادوئی منتر جس ستارے کی روشنی میں چلتا ہے وہ ستارہ آج آسمان پر نہیں ہے۔ کل رات کو جب وہ ستارہ نکلے گا تو میں تمہارے سامنے اپنا طلسمی منتر پڑھ کر پھونکوں گا اور تمہاری زنبیل حاضر کروں گا۔"

عمرو عیار نے سوچا کہ مونیکا لڑکی کی لاش نے ٹھیک کہا تھا۔ کاہن نے دھوکے سے کام لیا ہے۔ وہ صرف موتی حاصل کرکے اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ تب عمرو عیار نے یہ فیصلہ کیا کہ نقلی موتی کاہن کو دے دیتا ہوں، اور دیکھتا ہوں وہ اسے پہچانتا ہے کہ نہیں۔ اس نے کہا۔

"کاہن بھائی! میں اسی شرط پر تمہیں موتی دوں گا کہ تم کل مجھے زنبیل ضرور لادو گے۔"

کاہن خوشی سے اچھل کر کہنے لگا۔

"عمرو! میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کل رات کو منتر پڑھوں گا اور تمہاری زنبیل تمہارے حوالے کردوں گا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ آج آسمان پر وہ ستارہ نہیں نکلا جس کو دیکھ کر میں منتر پڑھا کرتا ہوں۔ لاؤ موتی مجھے دو۔"

عمرو عیار نے نقلی موتی جیب سے نکال کر کاہن کو دیا۔ کاہن نے اسے ہتھیلی پر رکھ کر غور سے دیکھا۔ وہ خوشی سے ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس نے عمرو کو گلے لگایا اور بولا۔

"عمرو بھائی! تم نے میری ماں کی جان بچالی ہے تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ چلو واپس محل میں چلتے ہیں۔"

کاہن موتی کو پہچان ہی نہیں سکا تھا کہ وہ نقلی ہے۔ مونیکا نے سچ کہا تھا۔ عمرو غیبی حالت ہی میں گھوڑے پر سوار ہو کر کاہن کے ساتھ اس کے محل کی طرف چل پڑا۔ عمرو محل میں پہنچ کر اپنے کمرے میں آگیا۔ کاہن نے کہا۔

"عمرو! اب میں اپنی بیمار ماں کے لئے اس موتی سے دوائی تیار کرتا ہوں۔ کل ملاقات ہوگی۔"

کاہن چلا گیا تو عمرو نے ہنس کر اپنے آپ سے کہا۔

"بیٹا! میں جانتا ہوں تمہاری کوئی ماں بیمار نہیں ہے۔ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کسی کے ساتھ دھوکہ کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔"

کاہن جلدی جلدی اپنے محل کی سب سے اوپر والی منزل پر آگیا۔ یہاں اس نے اپنی ایک طلسمی تجربہ گاہ بنا رکھی تھی جہاں وہ ستاروں کی گردش دیکھا کرتا اور طلسم بنایا کرتا تھا۔ کوٹھڑی میں آتے ہی اس نے موتی کو ایک انسانی کھوپڑی کے اوپر رکھا اور سامنے بیٹھ کر اس پر عمل پڑھنا شروع کردیا۔ کاہن نے اس موتی پر پوری رات عمل پڑھنا تھا۔ وہ باقی کی ساری رات طلسمی منتر پڑھتا رہا۔ جب سورج نکلا تو اس کا عمل بھی پورا ہوگیا۔ کاہن نے طلسمی چھڑی نکال کر موتی والی کھوپڑی پر ہلکی سی چوٹ لگائی اور کہا۔

"اے یوروپا کے موتی! میں نے تجھ پر طلسمی عمل پورا کردیا ہے۔ اب تو میرا غلام ہے۔ میرے حکم سے سب سے پہلے اہرام میں جا اور پانچ بہنوں میں سے سب سے چھوٹی بہن کی لاش کی روح کو پکڑ کر میرے پاس لے آ تاکہ میں اسے اپنا غلام بناؤں اور جو چاہتا ہوں اس سے کام لوں۔"

کاہن کو یقین تھا کہ سفید موتی کا رنگ ایک دم کالا ہو جائے گا اور اس کے اثر سے کھوپڑی کے اندر سے ایک چھوٹی کالی بدروح نکل کر کاہن کے آگے سر جھکائے گی اور پھر پانچویں بہن کی روح کو قبض کرنے اہرام کی طرف چل دے گی، مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ موتی اسی طرح کھوپڑی پر پڑا رہا۔ اس کا رنگ سفید ہی رہا۔ کاہن نے موتی کو اٹھا کر اوپر نیچے غور سے دیکھا،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس کو ایک قسم کی دوائی والے پیالے میں ڈالا اور موتی پگھل کر پانی بن گیا۔

کاہن نے اپنا سر لپیٹ لیا۔ عمرو نقلی موتی لایا تھا۔ یہ موتی اصلی موتی نہیں تھا۔ اسی وقت کاہن عمرو کے کمرے میں آگیا۔ اس نے عمرو کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا۔

"عمرو! تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔"

عمرو سمجھ گیا تھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ اس نے بھولے پن سے پوچھا۔

"کاہن بھائی کیا ہوا؟ خیریت تو ہے؟"

کاہن بولا۔

"تم نے مجھے نقلی موتی لادیا ہے۔ اصلی موتی کہاں ہے؟ مجھے اصلی موتی دو۔"

عمرو کہنے لگا۔

"کاہن بھائی! میں تو لڑکی کی لاش کی ہتھیلی پر جو سفید موتی رکھا ہوا تھا وہی اٹھا کر لایا ہوں۔ مجھے کیا پتہ کہ یہ اصلی ہے کہ نقلی، اب تم میرے ساتھ دھوکہ کر رہے ہو۔ اصلی موتی لے کر کہہ رہے ہو کہ نقلی موتی تھا تاکہ تم مجھے میری زنبیل واپس نہ کرسکو۔"

کاہن نے اپنا سر پکڑ لیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"نہیں نہیں عمرو! تم نہیں سمجھتے۔ تم جو موتی لائے تھے وہ نقلی موتی ہے۔ اصلی موتی ابھی تک لڑکی کی لاش کی ہتھیلی پر ہی ہوگا۔ ہتھیلی پر نہیں

تو اس کے کفن میں کسی دوسری جگہ پر ہوگا۔ تم نے اہرام دیکھ لیا ہے۔ ابھی جاؤ اور اصلی موتی تلاش کر کے لاؤ۔"

عمرو عیار مکار کاہن کی واویلا پر دل میں خوش ہو رہا تھا، جو کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے وہ خود بھی ضرور پچھتاتا ہے۔ وہ خود بھی خوش نہیں رہ سکتا۔ دوسروں کو پریشان کرنے والا خود بھی پریشان ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔

"اب میں اہرام کی قبر کے پاس نہیں جاؤں گا، مجھے پہلے ہی وہاں بڑا ڈر لگا تھا"

جب کاہن عمرو کی منتیں کرنے لگا تو عمرو نے کہا۔

"اچھا میں رات کو جاؤں گا۔ جب تمہارا ستارہ بھی نکل آئے گا جس کے سامنے تم میری زنبیل واپس لانے کا منتر پڑھنا اور میں اہرام کے اندر جا کر تمہارے لئے اصلی موتی لانے کی کوشش کروں گا۔"

کاہن نے سوچا کہ عمرو کے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہیے۔ دن تو گزر ہی جائے گا۔ وہ بولا۔

"ٹھیک ہے بھائی عمرو! میں رات کو آؤں گا۔ ابھی میں اپنی بیمار ماں کے پاس جاتا ہوں"۔

کاہن چلا گیا۔ عمرو عیار خوب ہنسا کہ یہ احمق مجھے بنا رہا ہے، اسے رات کو بھی اصلی موتی نہیں ملے گا۔

عمرو سارا دن کاہن کے نرم نرم ریشمی بچھونے والے پلنگ پر مزے سے لیٹا آرام کرتا رہا۔ جب آدھی رات ہوگئی تو کاہن آگیا۔ "چلو عمرو بھائی! اہرام کی طرف چلتے ہیں۔ اس دفعہ تابوت کے اندر لڑکی کی لاش کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوری تلاشی لینا۔ لاش نے اصلی موتی ضرور کفن میں کہیں چھپایا ہوا ہوگا۔"

عمرو عیار نے کہا۔

"ٹھیک ہے، مگر تم بھی میری زنبیل تلاش کر کے رکھنا۔"

"فکر نہ کرو عمرو۔ تم اصلی موتی مجھے دے دو گے، تو میں تمہاری زنبیل تمہارے حوالے کردوں گا۔"

دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر رات کے اندھیرے میں اہرام کی طرف روانہ ہوگئے۔ عمرو عیار کو لڑکی کی لاش یعنی پانچویں بہن مونیکا نے بھی آدھی رات کو بلا رکھا تھا۔ اس نے زنبیل کے بارے میں عمرو کو بتانا تھا۔ کاہن کو اہرام کے باہر چھوڑ کر عمرو عیار اہرام کے اندر چلا گیا۔ مونیکا کی قبر کے تابوت کے پاس پہنچ کر عمرو نے بلند آواز سے کہا۔

"مونیکا بہن! میں آگیا ہوں۔"

تابوت کے اندر سے مونیکا کی لاش کی آواز آئی۔

"تابوت کھولو عمرو۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی ہوں۔"

عمرو نے تابوت کھول دیا۔ مونیکا نے پوچھا۔

"کاہن کو پتہ چلا کہ موتی نقلی ہے؟"

عمرو نے سارا ماجرا مونیکا کو سنا دیا۔ لڑکی کی لاش نے کہا۔

"دیکھا تم نے کاہن کس قدر عیار شخص ہے۔ وہ ہر حالت میں میری روح کو اپنے قبضے میں لے کر فرعون اور اس کے کنبے کو، مجھ سے قتل کروانا چاہتا ہے۔ وہ پاگل اور ظالم شخص ہے۔ اب اس نے تمہیں اصلی

موتی لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اسے جا کر کہہ دینا کہ کفن میں کہیں بھی موتی نہیں ہے۔ وہ خود یہاں آنے کی جرات نہیں کرے گا، کیونکہ اہرام کے اندر یوروپا دیوی کے طلسم کی لہریں پھیلی ہوئی ہیں جو کاہن کو جلا کر راکھ کردیں گی۔"

عمرو عیار نے کہا۔

"مونیکا بہن! میں یہی کاہن کو کہہ دوں گا۔ اب تم مجھے میری زنبیل کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہے اور مجھے کہاں ملے گی کیونکہ اپنی زنبیل کے بغیر میں زندگی میں کبھی دوبارہ اپنے دوستوں سے نہیں مل سکوں گا۔"

لڑکی کی لاش نے کہا۔

"عمرو! میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کروں گی۔ غور سے سنو! جب تم لاہور میں اپنی زنبیل میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت تم سے ایک غلطی ہو گئی تھی۔ تم زنبیل میں بالکل سیدھے نہیں اترے تھے جیسا کہ تم اس سے پہلے اترا کرتے تھے بلکہ تمہیں یاد ہوگا کہ تم نے سر کے بل چھلانگ لگائی تھی۔"

عمرو کو فوراً یاد آگیا۔ اس وقت وہ زکوٹا کے ساتھ ہنسی مذاق کی باتیں کر رہا تھا اور واقعی اس نے زکوٹا کو دکھانے کے لئے مذاق میں ہی زنبیل کے اندر سر کے بل چھلانگ لگائی تھی جس طرح لڑکے پل پر سے نہر میں چھلانگیں لگاتے ہیں جو بڑی خطرناک بات ہوتی ہے۔ نہر میں کبھی سر کے بل چھلانگ نہیں لگانی چاہئے۔ عمرو سے بھی یہی غلطی ہو گئی تھی۔

لڑکی کی لاش نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس غلطی کی وجہ سے زنبیل غائب ہوگئی' اب میں تمہیں بتاتی ہوں کہ وہ زنبیل تمہیں کہاں ملے گی۔ تم اس وقت اپنے زمانے سے تین ہزار سال پیچھے قدیم تاریخی زمانے میں آچکے ہو۔ جو واقعات لاہور میں تاریخ کی کتابوں میں بچے پڑھ چکے ہیں' وہ واقعات ابھی رونما نہیں ہوئے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑرہا ہے کہ تم سے جو غلطی ہوگئی ہے تمہیں اس کی سزا ضرور بھگتنی ہوگی' تمہاری زنبیل تم سے بہت دور۔ یہاں سے بھی بہت دور ملک بابلیہ کے شہر بابل سے شمال کی جانب کالاخ کے مندر کے ایک تہہ خانے میں پڑی ہے جس پر ایک خونی اژدہا نے قبضہ کر رکھا ہے۔ میں نے تمہیں تمہاری زنبیل کا پتہ بتاکر اپنا وعدہ پورا کردیا ہے۔ اس سے آگے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتی۔ آگے تمہیں خود اپنی ہمت سے کام لینا ہوگا۔"

عمرو عیار نے لڑکی کی لاش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے سب کچھ بتادیا ہے بہن۔ انشاء اللہ میں اپنی ہمت اور خدا کی مدد سے اپنی زنبیل ضرور حاصل کرلوں گا' لیکن کیا تم مجھے دوستوں زکوٹا' نسطور اور یاماگ سانپ کے بارے میں نہیں بتاسکتی ہو کہ وہ کہاں کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟"

لڑکی کی لاش خاموش ہوگئی۔ پھر کہنے لگی۔

"یہ کائنات کے راز ہیں' ہمیں ان رازوں کو کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اب تم جاؤ۔"

عمرو نے لڑکی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور تابوت بند کرکے اہرام

سے باہر نکل آیا۔ باہر کاہن بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ عمرو کو دیکھتے ہی پکار اٹھا۔

"اصلی موتی لے آئے ہو؟"

عمرو نے کہا۔ "وہاں کوئی دوسرا موتی نہیں ہے۔ بس وہی ایک موتی تھا جو میں نے لاکر تمہیں دے دیا ہے۔ تم بتاؤ کہ میری زنبیل حاضر کی ہے یا نہیں؟"

کاہن غصے میں آگیا۔

"عمرو! مجھے ایسا لگتا ہے کہ تمہاری نیت میں فتور آگیا ہے۔ اصلی موتی تم نے کہیں چھپا دیا ہے۔ یاد رکھو جب تک تم مجھے اصلی موتی نہیں دوگے' میں بھی تمہیں تمہاری زنبیل لاکر نہیں دوں گا۔"

عمرو نے ہنس کر کہا۔

"جاؤ میری زنبیل تم اپنے پاس ہی رکھو۔ میں بھی جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ دھوکہ کررہے ہو۔ تمہاری کوئی ماں بیمار نہیں ہے۔ تم یوروپا دیوی کا موتی حاصل کرکے فرعون کو ہلاک کرنا چاہتے ہو اور مونیکا کی روح کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہو۔"

کاہن نے یہ سنا تو اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اس نے ایک طلسمی منتر پڑھ کر عمرو پر پھونکا' مگر عمرو وہاں سے جاچکا تھا۔ کاہن غصے میں واپس محل کی طرف چل دیا۔

○☆○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

بوتل میں بند سانپ

عمرو عیار وہاں سے سیدھا مصر کے بادشاہ اخناتون کے محل کی طرف چل دیا۔ اب عمرو کا یہ فرض بن گیا تھا کہ وہ مصر کے نیک دل بادشاہ کو بدکردار کاہن کے ناپاک ارادوں سے آگاہ کردے۔ اس وقت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ بادشاہ اپنے محل کی خواب گاہ میں سو رہا تھا۔ محل کے اردگرد زبردست پہرہ تھا۔ مگر عمرو کو کسی سے اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ غیبی حالت میں محل کے بڑے دروازے سے گزر کر محل کے اندر آگیا۔ وہ کئی بڑے بڑے کمروں کے دروازے کے آگے سے گزرا۔ ایک دروازے پر اسے باہر سپاہی تلواریں لئے پہرہ دیتے نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی بادشاہ کا کمرہ یا خواب گاہ ہے۔ وہ بند دروازے میں سے گزر کر اندر آگیا۔ اس کا اندازہ درست تھا۔ یہ بادشاہ ہی کی خواب گاہ تھی۔ چھت کے ساتھ چار فانوس لٹک رہے تھے۔ دیواروں پر اطلس و کمخواب کے پردے گرے ہوئے تھے۔ بادشاہ ایک شاندار مسہری والے پلنگ پر گہری نیند سو رہا تھا۔ عمرو عیار نے پلنگ کے پاس جاکر بادشاہ کے کندھے کو ہلایا۔ باشاہ

ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"کون ہے؟"

عمرو عیار نے جلدی سے بادشاہ کے منہ پر آہستہ سے ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں کوئی ڈاکو نہیں ہوں میں آپ کا ہمدرد ہوں اور آپ کو ایک بہت بڑے خطرے سے خبردار کرنے آیا ہوں۔"

بادشاہ نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"تم مجھے نظر نہیں آرہے۔ کون ہو تم؟"

عمرو عیار نے کہا۔

"یوں سمجھ لیں کہ میں آپ کی ہمدرد روح ہوں جو آسمانوں سے آپ کو آپ کے دشمنوں کے حملے سے بچانے آئی ہوں۔"

بادشاہ نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

عمرو نے وہ سب کچھ بادشاہ کو بتادیا جو اہرام کے اندر لڑکی مونیکا کی روح نے عمرو کو بتایا تھا۔ بادشاہ بڑے غور سے سنتا رہا۔

جب عمرو نے اپنی بات ختم کی تو بادشاہ بولا۔

"مجھے کاہن اعظم پر پہلے ہی شک تھا کہ اس کی نیت نیک نہیں ہے۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اے میری ہمدرد آسمانی روح کہ تم نے مجھے عین وقت پر خبردار کرکے میری اور میرے بچوں کی زندگی بچالی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمرو عیار نے کہا۔

"مگر بادشاہ سلامت! کاہن بہت بڑا جادوگر ہے۔ آپ اس کے حملے سے اپنے آپ کو کیسے بچائیں گے۔"

بادشاہ مسکرایا' کہنے لگا۔

"تم آسمانی روح ہو کر ایسی باتیں کرتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نیک آدمی کو دنیا کی کوئی بری طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی؟ زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ تم نے مجھے خبردار کر دیا۔ اچھا کیا' کم از کم میں اپنا بچاؤ کر سکوں گا۔ دشمن اب اندھیرے میں مجھ پر وار نہ کر سکے گا۔"

عمرو عیار نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ اسے اپنا ضمیر بڑا ہلکا پھلکا محسوس ہوا۔ کہنے لگا۔

"خدا حافظ اے نیک دل بادشاہ!"

اور عمرو تیزی سے ہوا میں تیرتا ہوا خواب گاہ کے بند دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد وہ محل سے بھی باہر آگیا اور زمین سے بلند ہو کر ملک بابلیہ کے شہر بابل کی طرف پرواز کرنے لگا جہاں اسے کالاخ کا مندر تلاش کر کے اس کے تہہ خانے میں جا کر اپنی زنبیل حاصل کرنی تھی جو خونی اژدہا کے قبضے میں تھی۔

ادھر یاماگ بھی آدھے انسان اور آدھے سانپ کے روپ میں پتھر کا مجسمہ بنا' بحری جہاز کے ایک کیبن میں پڑا تھا اور بادبانی جہاز سمندر کی موجوں کو چیرتا سفر کر رہا تھا۔ یاماگ ایک بے بس اور مجبور انسان کی طرح

پتھر بنا بیٹھا تھا۔ وہ سوچ سکتا تھا' دیکھ سکتا تھا مگر زبان سے کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ کون ہیں جو اسے بحری جہاز میں ڈال کر لئے جا رہے ہیں۔ جہاز کو سمندر میں سفر کرتے تین دن ہو گئے تھے۔ چوتھے روز شام کے وقت سمندر میں زبردست طوفان آگیا۔ ساری رات تیز طوفانی ہوائیں چلتی رہیں۔ جہاز کھلونے کی طرح ڈولنے لگا۔ رات کے پچھلے پہر طوفان میں تیزی آگئی۔ اچانک ایک پہاڑ جتنی سمندری موج جہاز سے ٹکرائی اور جہاز دو ٹکڑے ہو گیا۔ ملاحوں نے سمندر میں چھلانگیں لگا دیں۔ یاماگ جس کیبن میں تھا اس کی لکڑی کی دیواریں ٹوٹ کر بکھر گئیں اور یاماگ کو لکڑی کے جس ستون کے ساتھ باندھا ہوا تھا وہ بھی اکھڑ گیا۔ یاماگ چونکہ پتھر کا مجسمہ بنا ہوا تھا اسے ستون کے ساتھ اس لئے باندھا گیا تھا کہ جہاز کے ڈولنے پر وہ گر کر ٹوٹ نہ جائے۔ لکڑی کا ستون سمندر میں تیرنے لگا۔ بڑی بڑی موجیں اسے آن کی آن میں ڈوبتے جہاز سے کئی میل دور اٹھا کر لے گئیں۔

یاماگ دیکھ رہا تھا کہ جہاز ڈوب گیا ہے اور وہ سمندر کی طوفانی موجوں میں بہے چلا جا رہا ہے۔ سمندر کی موجیں کبھی اسے اٹھاتیں اور کبھی نیچے گرا دیتیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میری قسمت بھی عجیب ہے۔ کہاں سے کس حالت میں چلا تھا اور کہاں کس حالت میں آگیا ہوں' جس وقت جہاز طوفانی موجوں میں تباہ ہو کر ڈوبا اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ آسمان پر کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ بارش بھی ہو رہی تھی۔ سمندر میں ہر طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاریکی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ رات کا اندھیرا کم ہونے لگا اور بادلوں کے پیچھے سے دن کی دھندلی روشنی ظاہر ہونے لگی۔ یاماگ لکڑی کے ستون کے ساتھ بندھا لہروں پر بہا جا رہا تھا' اگر وہ لکڑی کے ستون کے ساتھ نہ بندھا ہوتا تو اب تک ڈوب کر سمندر کی تہہ میں چلا گیا ہوتا۔ اس نے سامنے دیکھا۔ دائیں بائیں دیکھا۔ سمندر ہی سمندر تھا۔ بارش بڑی تیز ہو رہی تھی۔ سارا دن یاماگ سمندری موجوں کے ساتھ بہتا رہا۔ جب دن کی روشنی کم ہونے لگی اور شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا بڑھنے لگا تو یاماگ نے دور سمندر میں پہاڑوں کو دیکھا جو پانی میں سے ابھرے ہوئے تھے۔

یاماگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ کوئی جزیرہ نظر آیا۔ کم از کم اسے سمندر سے تو نجات ملے گی۔ سمندر کی لہریں اسے بڑی تیزی سے کنارے کی طرف لئے جا رہی تھیں۔ آخر لہروں نے اسے اٹھا کر کنارے کی ریت پر پھینک دیا۔ یاماگ ستون کے ساتھ بندھا ریت پر سیدھا پڑا تھا۔ وہ ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا جسم پتھر کی طرح ہو گیا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں آسمان کو تک رہی تھیں جہاں بادل ابھی تک چھائے ہوئے تھے۔ بارش رک گئی تھی۔ وہ کسی جزیرے پر پہنچ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں سانپ کی آنکھیں ہونے کی وجہ سے کھلی ہوئی تھیں۔ سانپ کی پلکیں نہیں ہوتیں اس لئے اس کی آنکھیں سوتے وقت بھی کھلی رہتی ہیں۔ یاماگ اپنی آنکھوں کی پتلیاں گھما سکتا تھا۔ اس نے لیٹے لیٹے پتلیاں نیچے کر کے دیکھا۔ اسے دور درختوں کی قطار دکھائی دی۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ یاماگ

سوچنے لگا کہ خدا جانے اب وہ وہاں کب تک پڑا رہے گا۔

یاماگ سارا دن اور ساری رات ستون کے ساتھ بندھا سمندر کے کنارے ریت پر پڑا رہا۔ دوسرے دن جب سورج نکلا اور جزیرے پر روشنی پھیلی تو ایک جہاز کنارے پر آ کر لگا۔ یہ یونانی بحری ڈاکوؤں کا جہاز تھا جو جزیرے پر تازہ پانی حاصل کرنے کے لئے آیا تھا' کیونکہ سمندر کا پانی کڑوا ہوتا ہے اور پینے کے قابل نہیں ہوتا۔ بحری ڈاکو ان جزیروں پر آ کر چشموں کا پانی بڑے بڑے ڈرموں میں بھر کر لے جاتے تھے۔ بحری ڈاکوؤں کا کپتان بھی ڈاکوؤں کے ساتھ جزیرے پر اترا تھا۔ کپتان کی نگاہ ستون کے ساتھ بندھے ہوئے یاماگ کے مجسمے پر پڑی تو وہ وہیں رک گیا۔ ایک ڈاکو نے کہا۔

"کپتان! یہ ضرور کوئی جادو کا بت ہے اس کو ہاتھ نہ لگانا۔"

کپتان نے خنجر نکال کر یاماگ کی رسی کاٹی اور اسے زمین پر بٹھا دیا۔ خوش ہو کر کہنے لگا۔

"تم احمق ہو۔ یہ ایک عجیب و غریب مجسمہ ہے' جس کا گردن تک دھڑ انسان کا ہے اور سر سانپ کا ہے۔ میں اسے یروشلم شہر میں لے جا کر بیچوں گا۔ اس کے عوض بھاری رقم حاصل کروں گا۔"

بحری ڈاکوؤں کے کپتان نے یاماگ کے مجسمے کو اٹھوا کر جہاز میں رکھوا لیا۔ جزیرے سے میٹھا پانی لے کر بحری ڈاکوؤں کا جہاز بحیرہ روم کی طرف چل پڑا۔ سات دن کے سفر کے بعد جہاز تائر کی بندرگاہ سے کافی دور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر میں آکر رک گیا۔ کپتان نے اپنے خاص آدمی سے کہا۔

"اس مجسمے کو لے کر میرے ساتھ آؤ۔"

دونوں نے سوداگروں کا بھیس بدلا۔ یاماگ کا مجسمہ ایک کشتی میں اتارا اور کشتی چلاتے طائر کی بندرگاہ پر آگئے۔ یہاں ایک بہت بڑی منڈی تھی جہاں دنیا جہاں کی نادر چیزیں فروخت ہوتی تھیں۔ دنیا کے کونے کونے سے سوداگر آتے تھے اور یہاں سے اپنی پسند کی چیزیں خرید کر لے جاتے تھے۔ بحری ڈاکو اور اس کے ساتھی کپتان نے یاماگ کا مجسمہ منڈی میں ایک جگہ رکھ دیا۔ لوگ مجسمے کے گرد جمع ہوگئے۔ کسی نے آج تک ایسا بت نہیں دیکھا تھا کہ جس کا سر سانپ کا اور دھڑ انسان کا ہو۔ اتنے میں لوگوں میں سے ایک سوداگر آگے بڑھا۔ اس نے غور سے یاماگ کے مجسمے کو دیکھا اور بحری ڈاکوؤں کے کپتان سے پوچھا۔

"اس کے کتنے دام ہیں؟"

کپتان نے کہا۔

"ایک ہزار درہم لوں گا۔"

سوداگر نے اسی وقت ایک ہزار درہم ادا کردیئے اور یاماگ کے مجسمے کو گھوڑے پر رکھواکر دوسرے گھوڑے پر خود سوار ہوا اور شہر سے نکل کر یروشلم شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ راستے میں اس کو ایک قافلہ یروشلم جاتا ملا۔ وہ اس قافلے میں شامل ہوگیا۔ یہ آدمی یروشلم کا بڑا امیر تاجر تھا۔ اسے دنیا کی عجیب و غریب قیمتی چیزیں جمع کرنے کا شوق تھا۔ اس نے اپنے

عالی شان مکان میں ایک عجائب گھر بنا رکھا تھا۔ اس تاجر کا نام الفانسو تھا۔ الفانسو نے یروشلم اپنے مکان پر پہنچ کر یاماگ کا مجسمہ اپنے گھر کے عجائب گھر میں سجادیا۔

یاماگ کو عجائب گھر میں پڑے تین دن گزر گئے تھے کہ ایک دن عجائب گھر میں ایک عورت داخل ہوئی۔ اس نے یاماگ کے مجسمے کو دیکھا تو وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ یاماگ یہ کرتا تھا کہ جب لوگ اس کو دیکھنے کے لئے اس کے سامنے کھڑے ہوتے تو وہ اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو ادھر ادھر گھمانا بند کردیتا تھا تاکہ کسی پر یہ ظاہر نہ ہو کہ وہ اندر سے زندہ ہے۔

یہ عورت بھی جب یاماگ کو دیکھنے لگی تو یاماگ نے اپنی آنکھوں کی پتلیاں بالکل بے حرکت کرلیں جیسے پتھر کی ہوں۔ وہ عورت یاماگ کے بالکل قریب آگئی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دھیمی آواز میں بولی۔

"میں جانتی ہوں کہ تم اصل میں سانپ ہو۔ تمہیں جادو کے زور سے آدھا انسان سانپ بنادیا گیا ہے۔ فکر نہ کرو میں آدھی رات کو آؤں گی اور تمہیں یہاں سے لے جاؤں گی۔"

جب اس عورت پر یاماگ کا بھید کھل گیا تو یاماگ نے اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو ادھر ادھر پھیرا۔ وہ بول تو نہیں سکتا تھا مگر پتلیوں کو پھیر کر اس نے عورت کو یہ احساس دیا کہ میں نے تمہاری بات سن لی ہے اور میں آدھی رات کو تمہارا انتظار کروں گا۔ عورت چلی گئی۔ یاماگ کو اگرچہ اس عورت کی آنکھوں میں ایک عجیب پراسرار سی چمک دکھائی دی تھی، مگر وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنی بات پر ہی بہت خوش تھا کہ کم از کم اسے پتھر کے مجسمے کی مصیبت سے تو نجات ملے گی۔ یہ عورت کوئی طلسم جانتی ہے اور اسے ضرور پھر سے سانپ کی حالت میں زندہ کردے گی۔ اگر یاماگ کے ہاتھ پاؤں کام کر رہے ہوتے اور اس کی زبان بھی ہل سکتی' تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ اپنے تالو میں چھپے ہوئے منکے کو زبان سے حرکت دے کر غائب ہونے کی کوشش کرسکتا تھا۔ اس نے مجسمہ بنے بنے کئی بار منکے کا خیال کرکے غائب ہونے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہوا تھا۔ اب امید پیدا ہوگئی تھی کہ جب یہ عورت اسے اپنے ساتھ لے جاکر سانپ کی شکل میں زندہ کرلے گی تو وہ پھنکار مار کر غائب ہوجائے گا۔ پتھر ہوجانے کی وجہ سے وہ پھنکار بھی نہیں مار سکتا تھا۔

رات ہوگئی اور عجائب گھر کے دروازے بند کردیئے گئے۔ ملازم بھی چلے گئے۔ صرف بڑے کمرے میں دو مشعلیں روشن تھیں۔ یاماگ بے چینی سے عورت کا انتظار کررہا تھا۔ کافی دیر گزر گئی اور وہ عورت نہ آئی تو یاماگ نے یہی نتیجہ نکالا کہ عورت نے اس کے ساتھ مذاق کیا تھا۔ اتنے میں یاماگ کو کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہی عورت اس کے سامنے آگئی۔ اس نے کہا۔

"میں تمہیں لینے آگئی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی پراسرار عورت نے منہ ہی منہ میں کوئی طلسمی منتر پڑھ کر یاماگ پر پھونکا۔ یاماگ بالکل چھوٹا کسی کھلونے جتنا ہوگیا۔ عورت

نے یاماگ کو اٹھا کر اپنے لمبے کرتے کی جیب میں ڈالا اور بند دروازے کی طرف چل پڑی۔ وہ بند دروازے میں سے بڑی آسانی سے نکل گئی۔ باہر ہلکی پھلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ باہر آتے ہی عورت اپنے دو گھوڑوں والے رتھ پر بیٹھی۔ گھوڑوں کو زور سے چابک ماری اور گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ رتھ کافی دیر تک صحرائی راستوں میں سفر کرتا رہا۔ پھر دور سے کسی شہر کی چاردیواری کے اوپر جلتی مشعلوں کی روشنی نظر آئی۔ یہ مشعلیں پرانے زمانے میں شہر کی فصیل کے اوپر رات بھر روشن رہا کرتی تھیں۔ یہاں عورت نے گھوڑوں کا رخ ریت کے ٹیلوں کی طرف پھیر دیا۔

شہر کی چار دیواری سے دور ریت کے ٹیلوں میں ایک چھوٹا سا نخلستان آگیا تھا' جس کے اندر درختوں میں ایک کچا مکان تھا۔ عورت رتھ سے اتر کر مکان کے اندر آگئی۔ اس نے مشعل روشن کی اور یاماگ کے چھوٹے سے کھلونے جتنے مجسمے کو جیب سے نکال کر ایک میز پر رکھ دیا۔ تب یاماگ نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں ہے جس کی کچی دیواروں پر مختلف جانوروں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں' کونے میں چولہے پر ایک بڑی کڑاہی رکھی ہے' جو دھوئیں سے کالی ہوگئی تھی۔

پراسرار عورت نے ایک اور منتر پڑھ کر یاماگ پر پھونکا۔ یاماگ پھر سے بڑا مجسمہ بن گیا۔ عورت نے اپنے بال کھول کر سر کو جھٹکا تو اس کے بال کندھوں پر بکھر گئے۔ یاماگ بڑے غور سے پراسرار عورت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دل میں اب طرح طرح کے خیال آنے لگے تھے۔ اسے کچھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ اس عورت سے ڈر بھی لگنے لگا تھا۔ خدا جانے یہ عورت اس کے ساتھ کیا سلوک کرے؟ یاماگ کو وہ عورت کوئی خطرناک جادوگرنی لگ رہی تھی۔ پراسرار عورت نے ایسا کیا کہ چولہے کے پاس گئی' وہاں چولہے میں سے تھوڑی سی راکھ اٹھا کر لائی۔ یاماگ کے سامنے کھڑے ہو کر منہ ہی منہ میں کوئی طلسمی منتر پڑھا اور یاماگ کے منہ پر راکھ پھینک دی۔ راکھ یاماگ کے چہرے پر لگی تو اس کا اوپر والا سانپ کا دھڑ زندہ ہوگیا۔ اب یاماگ اپنی سانپ والی گردن ہلا سکتا تھا۔ وہ زبان بھی ہلا سکتا تھا مگر نہ پھنکار مار سکتا تھا نہ کچھ بول سکتا تھا' کیونکہ یاماگ نے زندہ ہوتے ہی پھنکار مار کر غائب ہوجانے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہوسکا تھا۔

پراسرار عورت نے یاماگ کے منہ کو کھول دیا۔ اس کے منہ کے اندر ہاتھ ڈالا۔ جب عورت کی انگلیاں یاماگ سانپ کے تالو میں کوئی چیز ٹٹولنے لگیں تو یاماگ سخت گھبرایا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ عورت اس کے منکے کی تلاش میں ہے۔ یاماگ نے اپنے جسم کا پورا زور لگا کر پھنکار مارنے کی کوشش کی تاکہ غائب ہوجائے اور اپنا منکا عورت کے ہاتھ لگنے سے بچالے' مگر وہ ایسا نہ کرسکا۔ اس کے منہ سے پھنکار نہ نکل سکی اور پھنکار مارے بغیر یاماگ غائب نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ کوئی دوسرا روپ بھی اختیار نہیں کرسکتا تھا۔ پراسرار عورت کی انگلیاں یاماگ کے تالو کے ساتھ لگی تھیلی میں پہنچ گئیں۔ عورت نے یاماگ کا منکا اس کے منہ سے نکال لیا۔ وہ منکے کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے خوش ہو کر ایک قہقہہ لگایا

اور بولی۔

"کوہ قاف کے سردار سانپ یاماگ! اب تم میرے غلام ہو۔ میں تمہیں جو کہوں گی تمہیں وہی کرنا ہوگا تم میرا ہر حکم بجا لاؤ گے۔"

اس کے ساتھ ہی پراسرار عورت نے ایک اور منتر پڑھ کر یاماگ پر پھونک دیا۔ اس منتر کا یہ اثر ہوا کہ یاماگ سانپ کی شکل میں سامنے آگیا۔ مگر یاماگ کا ذہن بدل چکا تھا۔ وہ محسوس کررہا تھا کہ وہ پراسرار عورت کا غلام ہے اور اس عورت کا ہر حکم ماننا اور اس پر عمل کرنا' اس کا فرض ہے۔ منکا منہ سے نکل جانے کی وجہ سے یاماگ کی ساری طلسمی طاقت ختم ہوچکی تھی۔ یاماگ کے ذہن پر بھی پراسرار عورت نے قبضہ کرلیا تھا جس کی وجہ سے یاماگ کے دل میں وہاں سے بھاگ جانے کا خیال بھی نہیں آرہا تھا۔ یاماگ یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ ہمیشہ سے اس عورت کا غلام ہے اور اس کے حکم پر عمل کرتا رہا ہے۔ یاماگ کے ذہن سے نسطور' زکوٹا اور عمرو عیار کا خیال بھی نکل گیا تھا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ گزارے ہوئے دن بھی یاماگ کو یاد نہیں آرہے تھے۔ پراسرار عورت نے یاماگ کی یادداشت پر بھی قبضہ کرلیا تھا۔ یاماگ ایک سانپ کی شکل میں پراسرار عورت کا غلام بنا کنڈلی مار کر بیٹھا تھا۔ عورت نے یاماگ کے منکے کو ایک جگہ چھپالیا اور پھر یاماگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یاماگ! تم اب میرے غلام ہو۔ بولو جو میں کہوں گی وہ کرو گے؟"

یاماگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جو تم کہو گی میں وہی کروں گا۔"

یاماگ نے محسوس کیا کہ اس کی انسانی آواز بڑی کمزور اور دھیمی ہو گئی تھی۔ عورت نے کہا۔

"میں تمہیں ایک لڑکے کی شکل دکھاتی ہوں۔ ابھی رات کا اندھیرا ہے۔ تم اس گھر میں جاؤ گے جہاں وہ لڑکا رہتا ہے۔"

اس کے بعد پراسرار عورت نے ایک چھوٹی سی تختی تھیلے میں سے نکال کر یاماگ کی آنکھوں کے سامنے کردی۔ یہ شکل یاماگ کے ذہن میں نقش ہو گئی۔ تب عورت نے تھیلے میں سے ایک رومال نکالا اور یاماگ کے منہ کے پاس لے جاکر کہا۔

"یہ رومال اسی لڑکے کا ہے۔ اس کو سونگھو۔ اس رومال میں لڑکے کے جسم کی بو رچی ہوئی ہے۔"

یاماگ نے عورت سے پوچھا۔

"مجھے اس لڑکے کے گھر جاکر کیا کرنا ہو گا؟"

پراسرار عورت نے بڑا مکروہ قہقہہ لگایا۔ بالوں کو زور سے جھٹکا اور بولی۔

"یہ میرے دشمن کا بیٹا ہے۔ تمہیں اس کے گھر جاکر اس لڑکے کو ڈس کر ہلاک کردینا ہو گا۔ جاؤ رات کے اندھیرے میں اس لڑکے کے گھر جاؤ اور اسے ڈس کر اپنا سارا زہر اس کے جسم میں داخل کر کے اسے ہلاک کرو اور مجھے واپس آکر اطلاع دو۔ لڑکے کے جسم کی بو تمہیں خود بخود گھر کا

راستہ دکھائے گی۔ ایک بات یاد رکھنا تم میرے غلام ہو۔ تمہارا منکا میرے پاس ہے۔ تم ادھر ادھر کہیں بھی نہیں جاسکتے۔ جاؤ اور میرا حکم بجا لاؤ۔"

یاماگ سانپ نے ایک غلام کی طرح سر جھکایا اور کوٹھڑی سے باہر نکل کر چاندنی رات میں صحرا میں اس طرف رینگنے لگا جدھر سے لڑکے کی بو آرہی تھی۔ یاماگ سانپ کی رفتار اپنے آپ بڑی تیزی ہو گئی تھی۔ وہ بڑی تیزی سے صحرائی ریت پر رینگتا ہوا آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک مکان کی چار دیواری نظر آئی جس کے اوپر کھجوروں کے درخت جھکے ہوئے تھے۔ لڑکے کی بو اسی چار دیواری کی طرف سے آرہی تھی۔ یاماگ رینگتا ہوا چار دیواری کے اندر چلا گیا۔ اندر ایک چھوٹا سا باغ تھا جس کے درمیان ایک بڑا خوبصورت فوارہ لگا تھا۔ اس کے پیچھے ایک عالی شان مکان تھا جس کے بند دروازے کے قریب مشعل روشن تھی اور ایک سپاہی تلوار لئے پہرہ دے رہا تھا۔

یاماگ سانپ نے مکان کا ایک چکر لگایا۔ ایک جگہ لڑکے کی بو بڑی تیز تھی۔ یاماگ وہیں رک گیا اور گردن اٹھا کر اوپر دیکھنے لگے۔ بو اوپر والے کمرے سے آرہی تھی۔ یاماگ دیوار پر رینگتے ہوئے دوسری منزل کی طرف کھڑکی تک آیا مگر کھڑکی بند تھی۔ اندر جانے کا کوئی رستہ نہیں تھا۔ لڑکے کی بو اسی کمرے میں سے آرہی تھی۔ یاماگ سانپ نے دیکھا کہ دیوار میں ایک جگہ نالی کا سوراخ تھا۔ یاماگ سانپ جلدی سے نالی میں گھس گیا۔ جب وہ نالی سے باہر نکلا اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے عالی شان سجے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سجائے کمرے میں ہے۔ دیواروں پر سنگ مرمر کے مجسمے لگے ہیں۔ سنگ مرمر کی میز پر گلدان میں پھول سجے ہوئے ہیں۔ پردے لٹک رہے ہیں۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا بڑا قیمتی پلنگ بچھا ہوا ہے جس پر کوئی ریشمی چادر لئے گہری نیند سو رہا ہے۔ یاماگ کو لڑکے کی بو اسی چادر کے اندر سے آ رہی تھی۔

یاماگ فرش کے قالین پر آہستہ آہستہ رینگتا ہوا پلنگ تک گیا۔ پھر پلنگ سے نیچے لٹکی ہوئی چادر کے پلو سے چمٹ کر پلنگ پر چڑھ گیا۔ دیوار پر شیشے کا چھوٹا سا فانوس روشن تھا۔ اس کی روشنی میں ایک ایسا منظر دیکھا جس کو یاماگ دیکھتا ہی رہ گیا۔ پلنگ پر ایک بڑا ہی معصوم صورت بھولا بھالا لڑکا سو رہا تھا۔ اس کی عمر دس بارہ سال کی ہوگی۔ چہرے پر بچپن کا نور تھا۔ وہ سوتے میں تھوڑا تھوڑا مسکرا رہا تھا جیسے خواب میں پرستان کی پریوں سے باتیں کر رہا ہو۔

یاماگ سانپ نے لڑکے کی گردن پر ڈسنا تھا' کیونکہ گردن پر ڈسنے سے سانپ کا زہر بڑی تیزی سے انسان کے دماغ کی رگوں میں پہنچ کر اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ یاماگ چادر کی سلوٹوں میں سے رینگتا ہوا لڑکے کی گردن کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اپنا پھن پھیلایا اور لڑکے کی گردن پر ڈسنے ہی والا تھا کہ اچانک جیسے کسی نے اس کی گردن کو ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے کر دیا۔ یاماگ نے گردن گھما کر دیکھا۔ اس کے سامنے اہرام کی پانچ بہنوں والی قبروں کی سب سے چھوٹی قبر والی بہن مونیکا کھڑی تھی۔ وہ یاماگ کو گھورتے

ہوئے بولی۔

"یاماگ! کیا کر رہے ہو؟ تم کوہ قاف کے سردار سانپ ہو اور کوہ قاف کے سانپ ظالم نہیں ہوتے۔ وہ کبھی کسی معصوم کی جان نہیں لیتے۔"

اہرام کی قبر والی لڑکی مونیکا کی شکل دیکھ کر اور اس کی آواز سن کر یاماگ کا ذہن ایک دم اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ اس نے مونیکا سے کہا۔

"مونیکا! میرا منکا اس ظالم عورت کے پاس ہے۔ اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا ہے۔ میں اسی کے حکم سے اس لڑکے کو ہلاک کرنے آیا تھا۔"

مونیکا کی شکل کبھی پیچھے ہٹ کر دھندلی ہو جاتی اور کبھی آگے آ کر صاف ہو جاتی تھی۔ مونیکا کی آواز آئی۔

"یاماگ! میں بڑی مشکل سے اپنے اہرام سے نکل کر تمہارے پاس آئی ہوں تاکہ تمہیں یہ ظلم کرنے سے بچا لوں۔"

یاماگ نے کہا۔

"مونیکا اس عورت سے منکا واپس لینے میں میری مدد کرو۔"

مونیکا کی شکل دھندلی ہونے لگی۔ اس کی دھیمی آواز سنائی دی۔

"یاماگ! میں مجبور ہوں۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ خدا کو یاد کرو۔ خدا سے مدد مانگو۔ وہی تمہاری مدد کرے گا۔ اپنے دل میں نیکی کے خیال کو پختہ کرو۔ برائی کے خیال کو اپنے اوپر قبضہ نہ کرنے دو۔ خدا ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ کیونکہ جو اپنی مدد کرتا ہے خدا بھی اسی کی مدد کرتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاماگ سانپ بے بسی کی حالت میں مونیکا کی شکل کو دیکھ رہا تھا جس کی شکل دھندلی ہوتے ہوتے غائب ہوگئی۔ یاماگ نے اسے آواز دی، مگر مونیکا کا کوئی جواب نہ آیا۔ یاماگ نے اپنے دماغ کی حالت پر غور کیا۔ اس کے ذہن پر ایک بار پھر پراسرار عورت کے طلسم کا اثر ہونا شروع ہوگیا تھا۔ وہ دوبارہ لڑکے کو ڈسنے کے لئے اس کی گردن کی طرف بڑھا۔ گردن کے ساتھ اپنا منہ لگایا ہی تھا کہ یک لخت یاماگ کو نیکی کے خیال نے پیچھے کردیا۔ یاماگ نے نیکی کے اس خیال کو جانے نہ دیا۔ وہ اس خیال کو اپنے دماغ میں بٹھالینا چاہتا تھا۔ جب آدمی برائی کو چھوڑ کر نیکی کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو خدا کے حکم سے نیکی کی طاقتیں بھی اس کی طرف دو قدم بڑھادیتی ہیں۔

یاماگ سانپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس نے دل سے برے خیال کو نکال کر نیک خیال کو جگہ دی تو اس کے دل میں نیکی نے روشنی پھیلانی شروع کردی۔ یاماگ نیکی کی روشنی میں سوچنے لگا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ معصوم لڑکے کی جان نہیں لے گا اور واپس جاکر پراسرار بری عورت کا مقابلہ کرے گا۔ اس کا برائی کی طرف لے جانے والا حکم بھی نہیں مانے گا۔ یہ سوچ کر یاماگ جس رستے سے کمرے میں آیا تھا اسی رستے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ مکان کے باہر آکر یاماگ رات کے اندھیرے میں دیوار کے ساتھ کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اسے پراسرار عورت کے پاس جاکر کیا کہنا چاہئے۔ جب سے یاماگ کے دل میں نیکی کا خیال آیا تھا، اس کی یادداشت بھی کام کرنے لگی تھی۔ اسے یاد آگیا تھا کہ وہ اپنے

دوستوں نسطور، زکوٹا اور عمروعیار سے جدا ہوگیا ہوا ہے اور اس خبیث پراسرار عورت نے اس کا منکا نکال کر اپنا غلام بنا رکھا ہے۔

یاماگ کا اس پراسرار عورت کے پاس پہنچنا ضروری تھا، کیونکہ یاماگ کا منکا اس عورت کے قبضے میں تھا۔ اس منکے میں یاماگ کی طاقت کا راز تھا۔ منکے کے بغیر یاماگ نہ اپنا روپ بدل سکتا تھا نہ غائب ہوسکتا تھا۔ وہ سوچنے لگا اسے کیا کرنا چاہئے۔ زکوٹا، عمروعیار اور نسطور بھی اس کے پاس نہیں تھے۔ وہ ہوتے تو یاماگ کی مدد کرتے۔ یاماگ سانپ مکان کی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھا ان ہی پریشان خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اسے آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ سانپوں کو اندھیرے میں بالکل صاف نظر آجاتا ہے، اور یاماگ تو کوہ قاف کا سردار سانپ تھا۔ اگرچہ اس کی اصل طاقت چھین لی گئی تھی پھر بھی وہ سانپ ضرور تھا۔ اس نے اندھیرے میں دو آدمیوں کو دیکھا کہ گھوڑوں پر سوار چلے آرہے ہیں۔ مکان کے سامنے آکر وہ رک گئے۔ اندھیرا اتنا زیادہ بھی نہیں تھا، کیونکہ آسمان پر پانچویں تاریخ کا چاند نکلا ہوا تھا، اگرچہ اس کی روشنی بہت کم تھی۔ دونوں گھڑسواروں گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔

یاماگ نے محسوس کیا کہ وہ جھک کر کسی شے کو تلاش کررہے ہیں۔

اس نے سوچا کہ شاید صحرا میں رات کو چمکنے والی کسی جڑی بوٹی کو ڈھونڈ رہے ہوں گے۔ پھر ایسا ہوا کہ اچانک ایک آدمی نے تھیلے میں سے بین نکالی اور بین بجانی شروع کردی۔ بین کی آواز کا یاماگ پر اثر ہونے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا۔ وہ گھبرا کر ایک طرف کو بھاگا۔ ان آدمیوں نے یاماگ سانپ کو بھاگتے دیکھ لیا تھا۔ دونوں اس کے پیچھے دوڑے۔ بین بجانے والے نے بین بجانی تیز کردی۔ بین کی دھن میں ایسا اثر ہوتا ہے کہ سانپ پر ایک نشہ سا چھانے لگتا ہے۔ چونکہ یاماگ کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی اس لئے اس پر بین کی آواز کا اثر ہو رہا تھا۔ یاماگ کی رفتار سست پڑگئی۔ اس کا جسم ٹوٹنے لگا۔ اپنے آپ اس کے دل میں بین کی دھن پر جھومنے کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ رک گیا۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔

جو آدمی بین بجا رہا تھا۔ وہ یاماگ کے بالکل قریب آکر بیٹھ گیا اور بڑے زور شور سے بین بجانے لگا۔ یاماگ سانپ نے اپنا پھن کھول لیا اور بین کی دھن پر جھومنے لگا۔

دوسرا آدمی بھی ذرا پیچھے ہو کر بیٹھا تھا۔ یاماگ ہلکی چاندنی اور ہلکے اندھیرے میں اسے بھی دیکھ رہا تھا، مگر وہ بے خبر ہو کر جھوم رہا تھا۔ بین کی آواز میں کوئی جادو تھا۔ یاماگ کو کچھ ہوش نہ رہا۔ اس دوران میں بین بجانے والا آہستہ آہستہ یاماگ سانپ کے بالکل قریب آگیا۔ پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے ایک بوتل آگے کردی۔ بین بجانے والے نے بوتل کا کارک نکال دیا اور ایک ہاتھ سے بین بجاتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں بوتل پکڑلی۔ وہ بین بھی بجا رہا تھا اور خالی بوتل کا منہ آگے کئے یاماگ کی طرف بڑھ بھی رہا تھا۔ یہاں تک کہ بوتل کا منہ یاماگ سانپ سے چند انچ کے فاصلے پر رہ گیا۔ عین اس وقت بین بجانے والے نے جھپٹا مار کر یاماگ کو

گردن سے پکڑا اور اسے خالی بوتل میں بند کر کے کارک لگادیا۔

دوسرا آدمی کہنے لگا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ کوہ قاف کا سانپ ہی ہے۔"

پہلے آدمی نے کہا۔

"میں کوئی بے وقوف نہیں ہوں۔ میں نے سانپ کے ماتھے پر نسواری رنگ کا گول دائرہ دیکھ لیا ہے۔ ہم بڑے خوش قسمت ہیں دوست کہ ہمیں کوہ قاف کا سردار سانپ مل گیا۔ اب ہم ناگ مندر کے پجاری سے اس سانپ کی من مانی قیمت وصول کریں گے۔"

بوتل میں بند ہونے کے تھوڑی دیر بعد یاماگ سانپ کے ہوش و حواس پوری طرح ٹھیک ہوگئے۔ اس نے ان دونوں کی باتیں سن لی تھیں اور وہ جان گیا تھا کہ یہ لوگ اسے کسی ناگ مندر کے پجاری کے پاس فروخت کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ یاماگ کے پاس اگر اپنی طاقت ہوتی اور اس کا منکا اس کے پاس ہی ہوتا تو وہ بوتل سے غائب بھی ہو سکتا تھا اور بوتل توڑ کر بھی باہر آسکتا تھا، مگر یہ دونوں چیزیں اس کے پاس نہیں تھیں۔ وہ بے بس ہو کر بوتل میں بیٹھا رہا اور اپنی قسمت پر غور کرتا رہا کہ قسمت اسے کیا کیا رنگ دکھاتی ہے۔ کہاں وہ سمندری جہاز میں ستون کے ساتھ بندھا سفر کر رہا تھا۔ پھر سمندری طوفان میں گھر گیا۔ پھر آدھا پتھر آدھا سانپ بن کر عجائب گھر میں آگیا۔ پھر وہاں سے جادوگرنی عورت کے قبضے آگیا اور اب دو اجنبی آدمی اسے بوتل میں بند کر کے کسی ناگ مندر کے پجاری کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاس بیچنے کے لئے جا رہے ہیں۔ یاماگ نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔ جب آدمی کے پاس اپنی طاقت نہ رہے۔ جب اس کی ارادے کی طاقت بھی کمزور پڑ جائے تو ان حالات میں آدمی یہی کچھ کرتا ہے، جبکہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ انسان وہی ہے جو مصیبت کے وقت ڈٹ جائے اور برے حالات کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے قسمت کے لکھے کو بھی مٹادے اور زندگی میں کامیاب ہو۔

دونوں اجنبی گھڑسوار ساری رات صحرا میں سفر کرتے رہے۔ دوسری طرف پراسرار عورت جب یاماگ سانپ کی واپسی کا انتظار کرتے کرتے تھک گئی تو خود یاماگ سانپ کو ڈھونڈنے نکل کھڑی ہوئی۔ وہ سیدھا اس مکان تک آئی جس کے اندر اس کے دشمن کا اکلوتا بیٹا سو رہا تھا اور جس کو ہلاک کرنے کے لئے اس نے یاماگ سانپ کو بھیجا تھا۔ اسے یاماگ کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ یہی سمجھی کہ یاماگ سانپ خود کسی طرف فرار ہو گیا ہے۔ پراسرار عورت کو غصہ بھی آیا مگر یہ سوچ کر واپس چل دی کہ آخر یاماگ کی راز اس کا منکا تو میرے پاس ہی ہے۔ یاماگ اپنا منکا واپس لینے ضرور آئے گا۔ تب اس کو قابو کر کے اس کو ایک مرتبہ پھر لڑکے کو ہلاک کرانے کے لئے بھیجے گی۔ یاماگ سانپ پر بوتل میں بند ہونے اور دل میں نیک خیالات کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے پراسرار عورت کے طلسمی منتر کا اثر ختم ہوتا جا رہا تھا، اور یاماگ سانپ کی یادداشت بھی واپس آ گئی تھی اور جتنی قوت ارادی یعنی اپنے ارادے کی طاقت اس کے اندر تھی وہ بھی اس کے پاس آ گئی تھی، لیکن یہ طاقت اس کے منکے کی طاقت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی۔

یاماگ بوتل میں بند تھا اور بوتل تھیلے میں بند تھی اور تھیلا ایک گھڑسوار نے اپنی گود میں رکھا ہوا تھا۔ دونوں گھوڑے بڑی تیز رفتاری سے صحرا میں دوڑتے جا رہے تھے۔ وہ یروشلم شہر سے بہت دور نکل آئے تھے اور اب سامنے مجرو کا شہر کی چار دیواری کی برجیوں کی روشنیاں نظر آنا شروع ہو گئی تھیں۔ مجرو کا شہر آج سے تین ہزار سال پہلے یروشلم سے بابل کی طرف جانے والی سڑک سے ہٹ کر دریائے فرات کے کنارے آباد تھا۔ اس شہر میں صحرائی سانپوں کی پوجا ہوتی تھی۔ شہر کے درمیان میں ایک بہت بڑا ناگ مندر تھا۔ اس مندر میں ہر ماہ چاند کی چودھویں تاریخ کو ناگ دیوتا کے آگے کسی نہ کسی باہر کے لائے ہوئے بہت قیمتی سانپ کی قربانی دی جاتی تھی۔ ابھی قربانی میں چار پانچ دن باقی تھے۔ یہ دونوں گھڑسوار ناگ دیوتا کی قربانی کے لئے ہی یاماگ سانپ کو پکڑ کر لے جا رہے تھے۔

مجرو کا شہر تک پہنچتے پہنچتے صبح ہو گئی۔ صبح کے وقت شہر کے دروازے کھول دیئے جاتے تھے۔ دونوں گھڑسوار شہر کے سب سے بڑے دروازے میں سے گزر کر سیدھے ناگ دیوتا کے سمندر میں آ گئے۔ انہوں نے گھوڑے درخت کے نیچے باندھے اور یاماگ سانپ والی بوتل لے کر سیدھے ناگ مندر کے پجاری کے پاس آ گئے۔ انہوں نے بوتل پجاری کو دیتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"پجاری جی! یہ دیکھئے ہم ناگ دیوتا کی قربانی کے لئے کوہ قاف کا سانپ پکڑ کر لائے ہیں۔"

پہلے تو پجاری کو یقین نہ آیا کہ یہ لوگ کوہ قاف کا سانپ بھی پکڑ سکتے ہیں مگر جب اس نے بوتل میں یاماگ سانپ کو بند دیکھا اور اس کے ماتھے پر نسواری رنگ کا گول دائرہ بھی دیکھا تو اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا، مگر عیار پجاری نے اپنی خوشی ظاہر نہ ہونے دی۔ سانپ کو دیکھ کر الٹا برا سا منہ بنالیا اور بولا۔

"یہ کوہ قاف کا سانپ کہاں ہے۔ یہ تو کوہ قاف کے سردار سانپ کی نقل ہے۔ ایسے کئی سانپ لوگ خود بنا کر میرے پاس لاتے ہیں۔ وہ کسی تیز دھار آلے سے سانپ کے ماتھے پر نسواری دائرہ بنادیتے ہیں۔ یہ بھی نقلی سانپ ہے مگر چونکہ تم اتنی دور سے محنت کرکے اسے پکڑ کر لائے ہو میں تمہیں خالی ہاتھ نہیں جانے دوں گا۔"

دونوں گھڑسواروں کو پجاری کی باتوں پر یقین آگیا۔ ویسے بھی وہاں مندر کے پجاری کو بھی ایک دیوتا ہی سمجھا جاتا تھا اور کسی میں اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ پجاری کی بات کو غلط کہہ دے۔ چنانچہ دونوں گھڑسوار چپ ہوگئے۔ پجاری نے تھیلی میں سے چار سکے نکال کر دیئے اور کہا۔

"اس سے زیادہ میں کچھ نہیں دے سکتا۔ وہ بھی اس لئے دے رہا ہوں کہ قربانی میں چار دن باقی رہ گئے ہیں اور ہمارے پاس اس وقت باہر سے لایا ہوا کوئی سانپ نہیں کہ جس کی قربانی دی جاسکے۔ اب تم جاسکتے

ہو۔"

دونوں گھڑسواروں نے اپنے پاس سے تو کچھ بھی خرچ نہیں کیا تھا۔ چار سکے ہی ان کے لئے بہت تھے۔ یاماگ سانپ کو پجاری کے حوالے کرکے دونوں چلے گئے۔

پجاری نے اپنی کوٹھڑی میں لے جاکر بوتل کو شمع دان کے آگے کرکے غور سے یاماگ کو دیکھا۔ پجاری نے تو پہلی نظر میں ہی یاماگ کو پہچان لیا تھا کہ یہ کوہ قاف کا سردار سانپ ہے اور اس کے منکے میں اتنی طاقت ہے کہ اگر وہ کسی کو مل جائے تو یاماگ سانپ اسی کا مطیع اور غلام ہوجاتا ہے اور زمین کے اوپر اور زمین کے اندر سارے خزانوں کا راز بتادیتا ہے۔

پجاری نے فوراً یاماگ سانپ کا منہ کھول کر دیکھا۔ اسے یقین تھا کہ سانپ کے منہ میں منکا موجود ہوگا، مگر یہ دیکھ کر اس کا دماغ چکرا گیا کہ یاماگ سانپ کا منکا غائب تھا۔ سب سے پہلے اسے ان آدمیوں پر شک ہوا جو اس کے پاس یاماگ سانپ بیچ کر چلے گئے تھے۔

پجاری جلدی سے باہر آگیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ مندر کے آدمیوں سے پوچھا کہ ابھی جو دو آدمی یہاں سے نکلے تھے وہ کہاں چلے گئے؟ سب نے یہی کہا کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہوکر جاچکے ہیں۔ پجاری اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ یعنی بے بس ہوکر رہ گیا۔ اس نے گھڑسواروں کے ساتھ دھوکا کیا تھا اور بہت کم پیسے انہیں دیئے تھے۔ گھڑسوار اس کے ساتھ دھوکہ کرگئے تھے اور اس کے ہاتھ خالی یاماگ سانپ دے کر اس کا منکا لے گئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ پجاری کے پاس نہ گھوڑے تھے نہ ایسے آدمی جو ان گھوڑ سواروں کے پیچھے جاتے۔ پجاری کو غصہ بھی بڑا آیا۔ اس نے یاماگ سانپ کو بوتل میں دوبارہ بند کردیا اور بوتل کا منہ بند کرتے ہوئے یاماگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"اب میں تمہیں ناگ دیوتا پر قربان کروں گا منکے کے بغیر تو میرے کسی کام کا نہیں۔ کوہ قاف کے سردار سانپ کی قربانی سے ناگ دیوتا بڑا خوش ہوگا۔"

یاماگ سانپ نے سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ بڑا گھبرایا کہ یہ ظالم پجاری تو سچ مچ اسے ناگ دیوتا کے سامنے قربان کردے گا اور وہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ نہ کرسکے گا۔ یاماگ سانپ کو اپنی موت سامنے نظر آنے لگی۔ اسے کوئی بھی نہیں بچاسکتا تھا۔ وہاں نہ عمرو عیار تھا' نہ زکوٹا جن تھا نہ نسطور جن تھا۔ یہی اس کے دوست تھے اور یہی اسے ناگ دیوتا پر قربان ہونے سے بچاسکتے تھے۔ یاماگ سمجھ گیا کہ بس موت آگئی۔ وہ بوتل میں قید اپنی موت کا انتظار کرنے لگا' جس طرح موت کی سزا کا حکم پانے والا قیدی اپنی کوٹھڑی میں موت کا انتظار کرتا ہے۔

ناگ دیوتا کی قربانی میں جب ایک دن باقی رہ گیا تو مندر میں قربانی کی بڑے زور شور سے تیاریاں ہونے لگیں۔ پجاری نے شہر میں اعلان کروادیا تھا کہ اس دفعہ کوہ قاف کے ایک سردار سانپ یاماگ کی قربانی دی جائے گی۔ سورج غروب ہونے کے بعد قربانی دی جانی تھی۔ لوگ دوپہر ہی سے قربانی کے چبوترے کے اردگرد آکر بیٹھنے شروع ہوگئے تھے۔ چبوترے کے

اوپر ناگ دیوتا کا بت بنا ہوا تھا۔ یہ ایک بہت بڑے سانپ کا بت تھا جس نے اپنا بڑا پھن پھیلایا ہوا تھا۔ ناگ دیوتا کی آنکھوں میں سرخ لعل جڑے ہوئے تھے جن میں سے سرخ روشنی کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ لوگ بڑی بے چینی سے اس وقت کا انتظار کررہے تھے جب کوہ قاف کے سردار یاماگ سانپ کو ناگ دیوتا پر قربان کیا جانا تھا۔ یاماگ سانپ بوتل میں بند پجاری کی کوٹھڑی میں ایک مرتبان میں تھا۔ یاماگ یہ جانتا تھا کہ اب اسے کوئی معجزہ ہی موت کے منہ سے بچاسکتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے بے رحم طریقے سے قربان ہونے سے نہیں بچاسکتی۔

یاماگ کی آنکھوں میں ایک ایک کرکے اپنے دوستوں عمرو عیار' زکوٹا اور نسطور کی شکلیں پھرنے لگی۔ یاماگ نے دل ہی دل میں اپنے تینوں دوستوں کو خداحافظ کہا۔ اچھا دوستو! اس دنیا سے میں جارہا ہوں خدا نے چاہا تو اگلی دنیا میں ہماری روحوں کی ملاقات ہوگی۔

یاماگ سانپ نے اداس ہوکر اپنا سر نیچے کرلیا۔

قربانی کے چبوترے پر سب تیاریاں مکمل ہوگئی تھیں۔ عیار پجاری کو ویسے بھی یاماگ سانپ پر غصہ تھا کہ کم بخت اپنا منکا کہیں چھوڑ کر میرے پاس خالی ہاتھ آگیا ہے۔ وہ چبوترے پر ناگ دیوتا کے بت کے آگے چوکی پر بیٹھا چھری تیز کررہا تھا۔ اس چھری سے یاماگ سانپ کو سات ٹکڑوں میں کاٹ کرناگ دیوتا کے آگے ڈالنا تھا جہاں ان ٹکڑوں کو سات دن تک پڑے رہنا تھا۔ پجاری نے قربانی سے پہلے تمام لوگوں کو مخاطب کرکے کہا۔

"اے ناگ دیوتا کی پوجا کرنے والو! تمہیں مبارک ہو کہ آج ہم ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیوتا کے لئے کوہ قاف کے سردار سانپ کی قربانی کر رہے ہیں۔ ناگ دیوتا اس قربانی سے خوش ہو کر بارش برسائے گا۔ ہماری فصلیں اچھی ہوں گی۔ زمین سونا اگلے گی۔"

پجاری کی بلند آواز کوٹھڑی کے اندر یاماگ تک بھی پہنچ رہی تھی۔ اس کا دل خوف کے مارے زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ موت کی گھڑی قریب آ رہی تھی۔ ابھی کوئی شخص اسے لینے آئے گا۔ مرتبان میں سے بوتل نکال کر لے جائے گا۔ پھر پجاری بوتل میں سے پہلے اس کی سری باہر نکالے گا اور چھری چلا کر سری کاٹ ڈالے گا۔ یاماگ سانپ کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اتنے میں کوٹھڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

یاماگ سانپ کا دل کانپ گیا۔ اس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے جلاد آ گیا۔ کسی نے مرتبان کا ڈھکنا کھول کر اندر ہاتھ ڈالا اور بوتل باہر نکالی۔ یاماگ نے شیشے کی بوتل میں سے دیکھا کہ یہ کوئی آدمی نہیں بلکہ ایک بڑی خوبصورت لڑکی تھی جس نے گیروے رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔ بالوں میں پھول لگے تھے۔ گلے میں موتیوں کی مالا تھی۔ یاماگ سمجھ گیا کہ پجاری نے مندر کی اس جوگن کو بوتل لینے کے لئے بھیجا ہے تاکہ قربانی کی رسم ادا کی جائے۔ جوگن بوتل کو لے کر کوٹھڑی سے باہر نکلی مگر قربانی کے چبوترے کی طرف جانے کی بجائے وہ ایک دوسری کوٹھڑی میں گھس گئی۔ اندر آتے ہی اس نے دروازہ بند کر دیا اور بوتل کو اپنے چہرے کے قریب لا کر بولی۔

"یاماگ! میں جانتی ہوں تم کوہ قاف کے سردار سانپ ہو۔ میں یہ بھی

جانتی ہوں کہ تم انسانی آواز میں بات کر سکتے ہو۔ یہ بات پجاری کو معلوم نہیں ہے۔ میرے پاس وقت بالکل نہیں ہے۔ تمہارے جسم کے سات ٹکڑے کرنے کی ساری تیاریاں ہو چکی ہیں، ابھی مجھ سے نہ کوئی بات کرنا۔ نہ مجھ سے کچھ پوچھنا۔ یہ وقت باتوں کا نہیں ہے۔ میں تمہیں جہاں چھپاؤں وہیں چھپے رہنا اور جب تک میں نہ آؤں وہاں سے ہرگز باہر نہ نکلنا۔ میں تمہیں اتنا بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں ناگ مندر کی دیوداسی ہوں اور میرا نام کنچن ہے۔"

یہ کہہ کر کنچن دیوداسی نے یاماگ سانپ والی بوتل کو نیچے زمین پر رکھ دیا۔ پھر اس نے کونے میں پڑا ہوا ایک مٹی کا برتن اپنی طرف کھینچا۔ اس برتن کے اندر ایک دوسرا سانپ تھا۔ یہ ایک عام قسم کا سانپ تھا۔ کنچن دیوداسی نے یہ سانپ برتن سے نکال لیا اور بوتل میں سے یاماگ سانپ کو نکال کر بولی۔

"یاماگ سانپ! میں تمہیں مٹی کے اس برتن میں چھپا کر جا رہی ہوں۔ جب تک میں نہ آؤں تم اسی برتن میں رہو گے۔ میں تمہیں آزاد بھی کر سکتی تھی، مگر تم نہیں جانتے۔ ناگ دیوتا کے مندر کے ارد گرد ایک میل کے دائرے میں پجاری نے زہریلے اژدھا چھوڑ رکھے ہیں، اگر کوئی سانپ قربانی کے ڈر سے بھاگ جائے تو ان اژدہوں کو اس کی بو آ جاتی ہے اور وہ اپنے چھپے ہوئے ٹھکانوں سے نکلتے ہیں اور بھاگنے والے سانپ کو وہیں ہلاک کر کے کھا جاتے ہیں۔ ان کے سانس میں اتنی کشش ہوتی ہے کہ بھاگتا ہوا سانپ دور ہی سے کھنچ کر ان کے حلق میں چلا جاتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاماگ سانپ تو قدرت کے اس معجزے پر حیران ہو رہا تھا۔ خدا نے عین وقت پر کنچن دیوداسی کو بھیج کر اس کی جان بچالی تھی۔ اس نے دیوداسی سے کہا۔

"کنچن! میں تمہارا کس طرح شکریہ ادا کروں؟"

دیوداسی نے یاماگ کو مٹی کے برتن میں رکھ کر اور ڈھکن دیتے ہوئے کہا۔

"بس اب اسی برتن میں پڑے رہنا۔ میں آؤں گی اور تمہیں بتاؤں گی کہ آگے تمہیں کیا کرنا ہے۔"

کنچن دیوداسی نے عام قسم کے سانپ کو جو نہ دیوداسی کی بات سن سکتا تھا' نہ اس کی بات کا جواب دے سکتا تھا۔ بوتل میں ڈال کر بوتل بند کی۔ دوڑ کر کوٹھڑی سے نکلی۔ پجاری کی کوٹھڑی میں گئی اور بوتل کو اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اٹھا کر لائی تھی۔

ناگ مندر میں ناگ دیوتا کے بت کے آگے بیٹھا پجاری قربانی سے پہلے کے منتر پڑھ رہا تھا۔ چھری اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے سامنے لکڑی کی وہ چوکی بھی رکھ لی تھی جس پر رکھ کر یاماگ سانپ کے ٹکڑے کئے جانے تھے۔ رات کافی گزر گئی تھی۔ جب چاند ناگ دیوتا کے سر کے عین اوپر آگیا تو پجاری نے بلند آواز سے حکم دیا۔

"کوہ قاف کے سردار سانپ کو قربانی کے لئے لایا جائے۔"

اسی وقت پجاری کا ایک خاص آدمی اس کی کوٹھڑی کی طرف بھاگا اور اندر سے سانپ والی بوتل اٹھا لایا۔ سانپ والی بوتل اس نے پجاری کو لاکر

دے دی۔ لوگ خوشی سے ناگ دیوتا کے نعرے لگانے لگے۔ جیسے ہی پجاری کی نگاہ بوتل پر پڑی اسے فوراً پتہ چل گیا کہ یہ یاماگ سانپ نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ کسی نے دوسرا عام سانپ رکھ دیا ہے۔ غصے سے اس کا خون کھول اٹھا' کیونکہ وہ یاماگ سانپ کو ہی ہلاک کرنا چاہتا تھا' مگر یہاں اس کی جگہ کوئی دوسرا سانپ بوتل میں رکھ دیا گیا تھا۔ یہ کس نے کیا؟ یہ کس کو جرات ہوئی کہ ناگ دیوتا کی قربانی والا سانپ بدل دے؟ مگر اس وقت پجاری یہ ظاہر کر دیتا تو لوگوں کو سخت مایوسی ہوئی اور شہر کے عوام اور بادشاہ بھی پجاری کے خلاف ہو جاتے کہ اس کی موجودگی میں قربانی والا کوہ قاف کا سانپ چرا لیا گیا اور ناگ دیوتا کی توہین ہوئی ہے۔ چنانچہ پجاری غصے کو پی گیا۔ اس نے ظاہر ہی نہ ہونے دیا کہ یہ سانپ قربانی والا یاماگ سانپ نہیں ہے' بلکہ بوتل میں سے سانپ کو باہر نکال کر اسے پکڑ کر لہرایا اور بلند آواز میں کہا۔

"اے ناگ دیوتا کی پوجا کرنے والو! یہ کوہ قاف کا یاماگ سانپ ہے۔ آج ہمارا ناگ دیوتا بڑا خوش ہے کہ ہم اس کے آگے کوہ قاف کے سردار سانپ کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔"

پجاری نے عام قسم کے سانپ کو چوکی پر رکھا اور بڑے غصے سے عام قسم کے سانپ کے چھری سے سات ٹکڑے کر دیئے۔ لوگوں نے کھڑے ہو کر ناگ دیوتا کے حق میں نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ مندر کے اوپر مشعلیں روشن کر دی گئیں۔ کنچن دیوداسی نے آگے بڑھ کر چوکی پر سے عام قسم کے سانپ کے ساتوں ٹکڑے اٹھائے اور ایک ایک کر کے ناگ دیوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بت کے آگے ڈال دیئے۔ اس کے بعد پجاری بلند آواز میں منتر گانے لگا۔ لوگ بھی اس کے پیچھے گانے لگے۔ کنچن دیوداسی کو معلوم تھا کہ پجاری کو پتہ چل گیا ہے کہ بوتل میں سے کسی نے یاماگ سانپ کو نکال کر اس کی جگہ دوسرا سانپ رکھ دیا ہے۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ناگ دیوتا کی پوجا ختم ہوتے ہی پجاری یاماگ سانپ کی تلاش شروع کردے گا' اور یہ سراغ لگانے کی سرتوڑ کوشش کرے گا کہ بوتل میں سے قربانی کا سانپ کس نے نکال لیا' کیونکہ سینکڑوں سالوں سے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہ ناگ دیوتا کی بھی توہین تھی اور پجاری کو ڈر تھا کہ اس پر ناگ دیوتا کا عذاب بھی پڑ سکتا ہے۔ کنچن دیوداسی دیکھ رہی تھی کہ منتر گاتے ہوئے پجاری ناگ دیوتا کے بت کو ڈری ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ کنچن دیوداسی ناگ دیوتا کے آگے دوسری دیوداسیوں کے ساتھ منتر گاتے ہوئے ڈانس کر رہی تھی۔ جب منتر ختم ہوگئے اور پجاری ناگ دیوتا کو دودھ سے غسل دینے لگا تو کنچن دیوداسی موقع پاکر کوٹھڑی میں آگئی۔ اس نے آتے ہی یاماگ سانپ کو برتن میں سے نکال کر اس پر ایک خاص بوٹی کی دوائی چھڑکی اور یاماگ سے کہا۔

"اس جڑی بوٹی کی وجہ سے تمہارے بدن سے سانپوں والی بو نکلنی بند ہوجائے گی اور پجاری کا جاسوس سانپ بھی تمہاری بو نہیں پاسکے گا۔ اب چاروں طرف تمہاری تلاش شروع ہوجائے گی۔"

یاماگ نے پوچھا۔

"تم مجھے کہاں چھپاؤ گی؟"

کنچن دیوداسی نے کہا۔

"میں تمہیں اپنے پیٹ کے ساتھ لپیٹ لوں گی۔ اس طرح سے پجاری اور اس کا جاسوس سانپ تمہیں کبھی تلاش نہ کرسکے گا۔ اس کو تمہاری بو بھی نہیں آئے گی اور پجاری میرے کپڑوں کی تلاشی بھی نہیں لے سکتا۔ تم محفوظ ہوگئے۔"

اتنا کہہ کر کنچن دیوداسی نے قمیض ہٹاکر یاماگ سانپ کو اپنے پیٹ کے گرد لپیٹ لیا۔ قمیض نیچے کرلی۔ اوپر ساڑھی کا پلو ڈال لیا اور آہستہ سے کہا۔

"یاماگ! اب تم میرے پیٹ کے ساتھ لگ کر سوجاؤ کوئی حرکت نہ کرنا' نہیں تو تمہارا راز کھل جائے گا۔"

یاماگ سانپ نے اپنا سر سمیٹ کر کنچن دیوداسی کے پیٹ کے ساتھ لگا دیا اور آہستہ سے کہا۔

"جو تم کہو گی میں وہی کروں گا۔"

کنچن کوٹھڑی سے نکل کر دوڑتی ہوئی دوسری دیوداسیوں کے پاس چلی گئی۔ ناگ دیوتا کی پوجا ختم ہوتے ہی پجاری غصے سے بھرا ہوا جاسوس سانپ کی کوٹھڑی میں گیا۔ اسے پٹاری میں سے باہر نکالا اور کہا۔

"جاسوس سانپ! ناگ دیوتا کی قربانی والا سانپ کسی نے مندر میں سے چرالیا ہے۔ ناگ دیوتا کا ہم پر عذاب نازل ہونے کا ڈر ہے۔ یہ کوہ قاف کا یاماگ سانپ تھا۔ یاماگ سانپ ابھی تک مندر کی چاردیواری میں ہی ہوگا۔ میں اسے زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں فوراً جاؤ اور جہاں اس کی بو ملے اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری کو اب بھی امید تھی کہ شاید یاماگ سانپ کی مدد سے وہ اس کا کھویا ہوا منکا حاصل کر لے اور زمین کے اوپر اور زمین کے اندر کے سارے خزانوں کا مالک بن جائے۔ وہ ناگ دیوتا کے عذاب سے بھی بچنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یاماگ سانپ کو پکڑے اور اگلی پورے چاند کی رات کو اسے ناگ دیوتا پر قربان کر کے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرے اور اس دوران میں یاماگ سانپ سے اس کے منکے کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرے۔ جاسوس سانپ حکم پاتے ہی کوٹھڑی سے نکلا اور مندر کے اوپر دائرے کی شکل میں پرواز کرنے لگا۔ یہ اڑنے والا سانپ تھا اور اس کے جسم پر پر کھلے ہوئے تھے۔ کنچن دیوداسی نے چاندنی رات میں آسمان پر اڑنے والے جاسوس سانپ کی پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنی تو سمجھ گئی کہ پجاری نے یاماگ سانپ کی تلاش کے لئے جاسوس سانپ چھوڑ دیا ہے۔ کنچن دیوداسی نے سہم کر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ ہر حالت میں یاماگ سانپ کی جان بچانا چاہتی تھی۔

○ اس کے بعد کیا ہوا؟

○ کنچن دیوداسی جاسوس سانپ سے یاماگ کو بچا سکی۔

○ عمروعیار اپنی زنبیل کی تلاش میں بابل شہر میں پہنچا تو اس پر کیا بیتی؟

○ کامنی ناگن اور نسطور خلائی سیارے سے کہاں گئے؟

○ زمین پر جادوگر اور بل بتوڑی کس حال میں تھے؟ یہ آپ اگلی کتاب میں پڑھیں گے۔

[library stamp]